مکتوباتِ اکبر

یعنی

لسان العصر حضرت مولانا سید اکبر حسین صاحب اکبر

الہ آبادی کے خطوط

بنام

جناب مرزا سلطان احمد صاحب ای۔ اے سی پنشنر

جسے

باجازت خاص مینجر مرغوب ایجنسی لاہور نے

کریمی پریس لاہور میں باہتمام میر قدرت اللہ چھپوائی

بار اول

قیمت ۱۲؍

سوانح نور جہاں بیگم باتصویر

یہ سوانحعمری جدید طرز پر لکھی گئی ہے صحیح واقعات کے علاوہ زبان نہائیت پاکیزہ اور شستہ ہے۔ نہائت دلچسپ بنانے کے لئے شروع میں نور جہاں کا فوٹو دیا گیا ہے۔ اور حسب موقع تصویریں چسپاں کی گئی ہیں۔ مثلاً نور جہاں کا کبوتر اُڑانا۔ مقبرہ جہانگیر و مقبرہ نور جہاں نہائیت دیدہ زیب ہیں:۔ قیمت صرف ۵؍

ملنے کا پتہ

مرغوب ایجنسی لاہور چوک متی

مجموعہ

مکتوباتِ اکبر

الٰہ آبادی

دیباچہ

ایک وہ وقت تھا کہ حضرت اکبر مرحوم کے کلام معجز نظام کے شیدائی اس انتظار میں رہتے تھے کہ کب اُن کا خط آتا اور معلومات ادبیہ میں اضافہ ہوتا - آج وہ دن ہے کہ ہم حسرت بھرے دل کے ساتھ اُن کے مکاتیب کو ایک گرامی یادگار اور بیش بہا جواہر ریزے سمجھ کر جمع کرتے ہیں - اور بار بار بہ نظر شوق دیکھتے ہیں کہ حضرت لسان العصر کے قلم سے کیا کچھ نکلتا رہا -

آہ اگر ہم یہ جانتے کہ سید اکبر حسین کی روح ۱۰ ستمبر سنہ ۲۱ء کو کالبد خاکی سے پرواز کرنے والی ہے تو ہم اُنہیں اس امر کی تکلیف دیتے کہ وہ از راہ نوازش ہمیں جلدی جلدی خط لکھا کریں تاکہ عدیم النظیر ادبی ذخیرہ بہ تعداد وافر جمع ہو سکے -

مجھے اس بات کا از حد افسوس ہے کہ میں حضرت اکبر مرحوم کے جملہ خطوط محفوظ نہ رکھ سکا جس قدر مل سکے وہ نذر ناظرین ہیں۔ ممکن ہے کچھ اور بھی ہوں خدا کرے وہ بھی مل جائیں تو اس مجموعہ کے ساتھ ان کو بھی منسلک کر سکوں۔

سُنا گیا ہے کہ ڈاکٹر سر محمد اقبال بھی یہ آرزو رکھتے ہیں کہ حضرت اکبر کے جو خطوط اُن کے نام کے ہیں اُن کا ایک انتخاب معہ مقدمہ کے شائع کیا جائے۔

اگر ڈاکٹر صاحب ایسا کر سکیں تو وہ ادبی دنیا پر ایک بڑا احسان کرینگے۔ جیسا کہ مکاتیب اکبر و خطوط اکبر دو مختلف مجموعے اس سے پہلے دہلی و لکھنو میں شائع ہو چکے ہیں۔

لسان العصر حضرت اکبر مرحوم نے اپنے خط مورخہ ۲۸ دسمبر ۱۵ء میں مجھے خاص اجازت دی تھی کہ میں ان کے یہ مکاتیب شائع کر سکتا ہوں۔ لہذا یہ مجموعہ ان کے حسب اجازت طبع ہوا ہے مگر افسوس ہے کہ وہ اس کو دیکھ نہ سکے جیسے کہ ان کی خواہش تھی۔ میرے نام کے خطوط کے علاوہ انہوں نے یہ بھی فرمایا تھا کہ ان کے مختلف احباب

یا خاص نیاز مندوں کے نام جو مکاتیب موجود ہوں میں اُن سے بھی خلاصہ کر سکتا ہوں۔ لہذا حضرت اقبال مجاز ہیں کہ وہ اس ادبی مرحلہ کو جلد طے کریں اور اپنے نام کے اکبری خطوط چھاپکر ملک و قوم کو مُستفیض فرمائیں۔

آہ سید اکبر تیری یہ ادنےٰ یادگار ادبی پہلو سے ملک کے ہر حصہ میں عزت اور شوق کی نگاہوں سے دیکھی جانے کے لائق ہے خصوصاً تیرا کلام سحر النیام تو وہ پایدار یادگار ہے کہ جب تک دنیا میں ادبیات اردو کا سلسلہ قائم رہے گا وہ افق ادب پر گویا آفتاب ہو کر چمکے گا۔ تیری بلند پروازیاں جدت طرازیاں تیری وسعت خیال تیری زمانہ شناسی یا تیرے کلام کی جامعیت اور تیرے ایسے چھبنے والے ظریف و لطیف اشعار وہ بے مثل یادگار کہ جو ارباب شوق کے دلوں اور دماغوں سے کبھی اُترتے نہیں۔ کیوں نہ ہو یہ وہ جادو ہے کہ ہمیشہ سر پر چڑھتا ہے ہم کیا تجھے یاد کرینگے۔ یا کرتے ہیں۔ بلکہ سارا زمانہ تیری اُن باتوں کو جو تونے بے تکلفانہ کبھی کبھی اپنے دوستوں کو لکھی ہیں ضرور پڑھکر تجھے یاد کرے گا۔

اور اس طرح وہ اپنے قعر دل میں ہی گویا تیری مستقل یادگار کی داغ بیل ڈالے گا۔ تو مادر ہند کا وہ قابل سپوت تھا کہ جس پر اُسے فخر ہے۔

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ

مے کنم جرو کشی پیش ادیب غم او
در بغل از دل صد پارہ کتاب ہست مرا

مرزا سلطان احمد (قادیاں)

مکتوباتِ اکبر

الہ آباد — ۲ دسمبر ۱۵ء

عزیز مکرم سلمہ۔ قلم رواں ہے اچھی طرح نہیں دیکھ سکتا کہ نقوش ارادے کے مطابق ہیں یا نہیں۔ ڈاکٹر وقت اپریشن کے منتظر ہیں یہ زمانہ میرے لئے نہایت تکلف کا ہے آنکھ زندگی ہے اور طریری مشاغل میری واقعی زندگی ہے مجھے علالت کا اثر ہنوز باقی ہے لیکن پہلے کی نسبت ضعف کچھ کم ہے۔ پرنس آف ویلز اپنی دادی صاحبہ معظمہ کے بُت کو بمقام آگرہ بے نقاب فرمائینگے۔ ایک حاکم نے میرا نام بھی ممبری میں لکھ لیا تھا۔

میں بھی مدعو کیا گیا۔ میں نے معذرت کر دی ہے۔ معذرت صحیح ہے۔ اور اس کا مجھے افسوس نہیں ہے۔ میری تندرستی اور طبیعت کا حال ظاہر ہے۔ آپ کے خط نے میرے دل کو راحت پہونچائی۔ اور سچ یہ ہے کہ میری عزت افزائی کی خدا جزائے خیر دے۔ لٹریری انجمن میں بہت سے بزرگوار دکھائی دیتے ہیں۔ اور اکثر بہت قابل ہیں۔ لیکن حق کا امتیاز کرنا اور اُس کے

ساتھ وفاداری - اس میں میری نگاہ نے آپ کو بہت ممتاز پایا -
محبت پیدا ہو گئی - نہ زمانہ مساعد ہے نہ قوم کا وجود ہے - ورنہ جو
فطرتی قابلیت آپ میں ہے وہ بڑا اثر دکھاتی - بہرکیف سمجھ یوں تو
تو آپ کے خیالات سے نہایت انبساط حاصل ہوتا ہے -
شیخ عبدالقادر خوش نصیب ہیں کہ آپ ان کے نامہ نگار ہیں اکو
کہوں کہ مخزن کو شیخ عبدالقادر صاحب میں بھی ایک اچھا ساتھی
معلوم ہوتی ہے ان سے بھی آجتک ملاقات نہیں ہوئی لیکن انہوں
نے لکھا ہے کہ انگلینڈ سے پھروں تو حج اکبر کروں گا یعنی آپ سے
ملوں گا حوصلہ ہے - دیکھیئے یہ قلبی لطافتیں جو ہماری گذشتہ عظمتوں
اور خوبیوں کو رپریزنٹ کرتی ہیں کب تک چل سکتی ہیں - زمانہ بدلتا
جاتا ہے -

شاعری پر آپ نے خوب مضمون لکھے - یہ سلسلہ ختم ہو تو
کوئی اور سبجکٹ لیجیئے افسوس کہ میں پڑھ نہیں سکتا بہت کم پڑھ سکتا ہوں
مگر اس مزاج پرسی کا شکرگزار ہوں - دعا فرمائیے کہ اللہ تعالی صحت
اور فراغ خاطر عطا فرمائے - کبھی کبھی اپنی خیریت لکھتے رہیئے -

مکرم من سلمہ اللہ تعالیٰ

سوائے اس کے کہ میں اپنا جوڈیشیل کام کروں میں نے
اور کوئی کام گورنمنٹ کا نہیں کیا۔ گورنمنٹ نے بلا میری خواہش کے
خان بہادر بنا دیا۔ اسی طرح مجھکو الہ آباد یونیورسٹی کا فیلو بھی بنا دیا تھا
اگرچہ میں نے نادرستی مزاج اور دیگر وجوہ سے ادھر توجہ نہ کی۔
لیکن آنریری فیلو الہ آباد یونیورسٹی کا اب تک ہوں۔ آپ نے
حسن ظن سے میرا بڑا اکرام کیا اور میرے نام کے ساتھ مولانا لکھا
اس عہد میں تعبیہ الفاظ مولوی یا مولانا بہت سستے ہیں۔ لیکن میں اپنے
آپ کو ان کا مستحق نہیں سمجھتا۔ بہر کیف جو مرضی آپ کی ہو آنریری
فیلو الہ آباد یونیورسٹی غالباً کافی اور مناسب ہوگا۔ یہ نہ خیال
فرمائیگا کہ میں اضافہ چاہتا ہوں۔ جو وہ شخص آپس میں صرف خدا کے لئے
محبت رکھتے ہیں وہ درحقیقت عبادت کرتے ہیں۔

آپکا دعاگو۔ (اکبر)

باصرہ کی خرابی نے اور فونٹوں کو بھی پریشان کر دیا
ہے خدا جانے میں نے کیا لکھا۔

مکرمی زاد لطفہٗ

تسلیم - عنایت نامہ کے جواب میں ابتک گزارش نہ کرسکا۔
معاف فرمائیگا - شاعری پر آپ کے آرٹیکل اگرچہ میں معذوری کی وجہ سے
کل نہیں پڑھ سکا لیکن سرسری ہی نگاہ میں بے مثل معلوم ہوئی بہت
اچھا ہے کہ اس کا مجموعہ چھپ جائے۔

آپ کا خیال میرے ناچیز کلام کی اشاعت کے باب
میں بہت ہمت افزا ہے لیکن ان روزوں میں ایسے شدید تردد
میں مبتلا ہوں کہ عرض نہیں کرسکتا حواس منتشر ہیں اور مسودات
میرے حواس سے زیادہ تکلیف جو ہوتے ہوتے ہو جائے۔ آپ کے
دوست شیخ عبدالقادر صاحب بھی لنڈن سے تحریک فرمایا کرتے ہیں
اپنی خیریت مزاج سے برابر مطلع فرماتے رہئے۔ فقط

نیاز مند

(اکبر)

جنابمن - السلام علیکم - آپکا خط ہفتہ ہوا کہ پہونچا - میں بہت افسوس کرتا ہوں کہ جواب نہ دے سکا - کیونکہ میں تپ شدید میں مبتلا ہوگیا ہوں - جس سے دس یوم ہوگئے اور نجات نہیں ملی - دعا کیجیئے کہ اللہ شفا دے - اس وقت مرض بہت پیچیدہ ہوگیا ہے تمام مراسلات بند ہیں - اکثر احباب کو میری علالت کی کم خبر ہے - ضعف اس قدر ہے کہ خود خط نہ لکھ سکا نہ لکھا سکا - معاف فرمائے بعد صحت انشاء اللہ اپنے ہاتھ سے لکھ کر عریضہ بھیجونگا -

منجانب خان بہادر اکبر حسین پنشنر جج
بقلم سید محمد ظہیر علی پرائیویٹ کلرک -

الہ آباد ۱۳ رجون سنہ ۶

میرے مکرم خدا خوش رکھے اور ترقیات ظاہری و باطنی عطا فرمائے - میں اگرچہ بمشکل و بہ تکلف نیاز نامہ خود لکھ رہا ہوں لیکن آنکھوں کی شکایت بدستور ہے - اور اسی سبب سے ہنوز ترتیب و انتخاب اشعار کے کام کو نہیں کر سکا - آہستہ آہستہ کچھ ہوتا جاتا ہے

جب کوئی مجموعہ چھپیگا تو فوراً خدمت مبارک میں پیش کیا جائیگا۔

اصل یہ ہے کہ میرا دل نہیں چاہتا کہ شائع کروں۔ احباب کے اصرار سے مجبور ہوتا جاتا ہوں۔ آپ کے دوست شیخ عبد القادر صاحب سے بھی اس بات میں مراسلت ہوئی ہے۔ مجھ کو یاد آتا ہے کہ آپ نے ایک مضمون تحریر فرمایا تھا۔ اس میں یہ فقرہ بھی تھا۔ الفاظ شائد اور ہوں کہ ترقی کے لئے ایک جھنڈے کے نیچے جمع ہونا ضرور ہے کیا میری یاد صحیح ہے اگر صحیح ہے تو کسی پرچہ مخزن میں یہ مضمون ہے۔ آپ کا ہر مضمون نہایت صحیح ہوتا ہے اور وہ تو مجھکو بہت ہی پسند آیا تھا۔

بہ دریافت خیریت مزاج میں خود آپ کو نیاز نامہ لکھنے والا تھا آپ نے تقدیم کی جزاک اللہ۔

جب میں ریٹائر ہوا تو ممبران بار نے میرا فوٹو لے کر کمرہ عدالت میں لگایا۔ اب بعض حضرات کے شدید اصرار سے چھوٹے پیمانہ پر اس کا فوٹو لیا گیا۔ کیا عجب ہے کہ آجکل کے فیشن کے مطابق وہ لوگ سلسلہ تصویر میں اس کو بھی کسی پرچے میں چھاپیں۔ یہ نہ خیال

فرمایا جائے کہ میں خود شائق اور محرک اس کا ہوا۔ علالت اور ناتوانی
کی تصویر کیا۔

خادم دعاگو

(اکبر)

الہ آباد   ۱۵ر مارچ سنہ ۱۹۰۶ء

میرے نہایت لائق اور معزز عنایت فرما خدا آپکو خوش رکھے۔
یاد آوری اور مزاج پرسی کا نہایت ممنون ہوا۔ کیا گذارش کروں
آنکھوں کی شکایت نے لٹریری دنیا سے ہیں خوگر تھا لکھنے کا نہ یہ
کہ کسی سے لکھواؤں۔ قلم دل سے ملا ہوا ہوتا تھا۔ اگرچہ یہ سطریں اپنے
ہاتھ سے لکھ رہا ہوں لیکن نہایت تکلیف سے۔ اگر اچھا ہوتا تو
معلوم نہیں قلم سے کیا کچھ نکلتا۔ اور آپ کو اپنی قابلیت اور اپنی
دلی لطافت کی اور اپنی صحیح الخیالی کی اور اس محبت کی جو آپ نے
ظاہر فرمائی ہے کیسی داد ملتی۔ ڈاکٹر صاحب نے گذشتہ دسمبر میں
رائے ظاہر کی تھی کہ آخر فروری میں آپریشن ہو جائیگا۔ چنانچہ میں
آخر فروری میں لکھنؤ گیا تھا۔ ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ ابھی وقت
نہیں آیا سات آٹھ ہفتے اور صبر کیجئے۔ بہرکیف خدا سے امید

بالکل الگ کر دیا ہے

بہتری کی ہے۔ نہایت تسکین ہوتی ہے کہ آپ ایسے لایق ہونہار ابھی قوم میں موجود ہیں بلاشبہ آپ سے ملاقات ہو تو مجھ کو بہت فائدہ پہونچے۔ کرتا تو بہت دور ہے کہتا بھی اس خیال نے دشوار کر دیا ہے کہ کیا کہیں۔ دلی بخارات خرافات کے ذریعہ سے رفع کیا کرتا ہوں۔ آپ کو معلوم ہوگا کہ میرا لڑکا سید عشرت حسین ولایت گیا ہوا ہے۔ تین سال کا قرار داد تھا چھ سال گذر گئے کہ میاں عشرت نہیں آئے کیمبرج سے بی اے تو ہو گئے۔ لیکن بیرسٹری ابتک پاس نہیں کی۔ نہ معلوم کیا کر رہے ہیں۔ خط ہفتہ وار آتا ہے لکھا ہے کہ میں وقت ضایع نہیں کرتا کچھ کر رہا ہوں۔ جلد آتا ہوں۔ مصارف اور پریشانی کی حد نہیں رہی دعا فرمائیے کہ وہ جلد آئیں۔ میں نے کس غرض سے اور کن خیالات کی بنا پر انکو بھیجا تھا۔ ایک داستان ہے۔ انگریزی میں وہ نہایت قابل ہو گئے ہیں۔ میں آپ کو پھر نیاز نامہ لکھوں گا۔ اس خط کو صرف رسید تصور فرمائیے۔ پھر بھی یاد فرمائیے گا۔

الہ آباد ۲۸ رمئی ۳۶ء

مکرمی زاد لطفہٗ عنایت نامے کا میں شکر گذار ہوں۔
میں کیا اور میرا کلام کیا۔ آپکی محبت اور قدر افزائی ہے۔ ظفر علیخاں
صاحب بلا میری اجازت کے بعض نظموں کی نقل لکھ لے گئے۔ یہ
نظم دو سال ہوئے لکھی تھی۔ چھپنے میں دو تین غلطیاں رہگئی ہیں۔ میں اب
پڑھنے سے قریباً بالکل معذور ہوں۔ اتفاق کی بات ہے کہ آپکا مضمون
دعا پر نظر پڑا اور محنت سے میں نے اس کو پڑھا آپکو داد دینے والا
تھا۔ کم سے کم جزاک اللہ و مرحبا تو کہدیتا لیکن لکھنا بار تھا۔ اب
آپ کے عنایت نامے نے ابھارا۔ آپ نے خوب فرمایا کہ مذہب
برائے خود دعا ہے۔ کیا مسرت ہوتی کہ آپ سے ملاقات ہوتی ہندوستان
میں اب اس قابلیت اور دل و دماغ و مذاق جیسے کہ آپ ہیں غالباً
نہایت کم ہیں۔ میں تو اس بات سے تسکین پاتا ہوں کہ اس طبیعت کے
لوگ موجود ہیں۔

میں قیاس کرتا ہوں کہ سال دو سال بعد میری آنکھیں قابل علاج
ہوجائیں گی۔ اگر زندہ رہا تو شائد کچھ مضمون پورے کرسکوں۔ پبلک کا

سخت تقاضا ہے کہ میری خرافات شائع ہو مجبوری بلا نظر ثانی و ترتیب حسب خود اجازت دیدونگا۔ آپ کے دوست شیخ عبد القادر خان ۳۰ مئی کو آتے ہیں۔ خدا ان کو خوش رکھے۔ آپ اکثر اپنی خیریت لکھتے رہیے۔ آپ کا نام ہی میرے لئے غذائے روح ہے۔

(اکبر حسین)

الہ آباد ۲۳ جولائے ۱۹۰۸ء

مکرمی۔ کتاب خیالات پہو بخی۔ قدر افزائی اور یاد آوری کا شکر بھی ادا کیا کہ اس نے اپنے فضل و کرم سے اس ملک میں ہنوز ایسے دل و دماغ بھی قایم رکھے ہیں۔ سچ ہے کہ مجھکو معذوری ہے۔ اس کا کہانتک افسوس کروں۔ ہزاروں حسرتوں کا خون ہوا کرتا ہے۔ لیکن میں نے پہلا مضمون سب پڑھ لیا۔ کیا آپ کے سینے میں میرا دل تھا اور آپ نے میری زبان سے فرمایا ہے۔ یہ بات نہیں۔ آپ مجھ سے ریئق تر ہیں۔ آپ کا بیان۔ کیا آپ نے دیکھا ہے۔ الندوہ میں مولوی شبلی صاحب نے ڈارون پر جو مضمون لکھا ہے کہ انسان بندر کی اولاد ہے۔ یعنی پہلے بندر تھا۔ اگر نہ ملاحظہ فرمایا ہو تو سمجھ دس ڈاروں کی

تصویری کو تو سب جانتے ہیں لیکن کیا وہ اس قدر مستحکم اور مقبول
ہو چکی کہ اسلامی مصنف اس کو اپنی انجمن کا معزز و معتبر ممبر بنالے۔
عالمانہ و حکیمانہ ہی مقصود یہ ہے کہ میں نے حرف بحرف اتفاق
کیا۔ میں تو آپ کی صحیح الخیالی کا معترف ہو چکا ہوں۔ اگر ہو سکا تو
اور مضامین بھی پڑھونگا۔ میں نے چاہا کہ ہر ایک مضمون کا ماحصل
یعنی اس کا دعوے۔ وہ دو چار چار سطروں میں لکھکر بطور انڈکس
کے شائع کیا جائے۔ لیکن میں یہ کام نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ آپکو
روز افزوں ترقیات ظاہری و باطنی عطا فرماتا رہے۔
آپکا نیاز مند۔ (اکبر)

فرحت باد کہ دیوانہ نواز آمدۂ

آئندہ نومبر میں کلکتے کا قصد ہے۔ امید دلائی گئی ہے کہ اصلاح
چشم کا وقت آجائیگا۔ سخت معذور ہو رہا ہوں۔ اور نہایت حرج ہے
جس قدر اشعار فراہم ہوگئے۔ آگرے میں مفید عام مطبع میں زیر طبع ہیں
نہ نظر ثانی ہوئی نہ تصحیح اغلاط ہوئی۔ اگر موقع ملتا تو یہ سب ہوتا۔ کیا موقع

مل سکتا ہے کہ آپ کے سامنے پیش ہو۔ رباعیات اگرچہ
مجموعہ میں شامل ہیں۔ لیکن شیخ عبدالقادر صاحب علیحدہ چھاپنے
کے لئے لیگئے ہیں۔ دل بہلا لیتا تھا ورنہ کلام کیا ہے۔ سوا اس کے
یہ بھی تو ہے۔

کام ہے واعظ کا اکبر قوم خود مختار ہیں
وقت کہہ دیں کھولنا ہے اپنا کیمپ کے بازار میں

اور مجھ سے ان خرافات سے بھی بہت ہے کچھ معمولی لکیر پیٹنا اور
کچھ مصداقاً۔

صد نگہ جائے کہ او باشد بہر سو میکنم
تا بہ تقریبے نگاہے جانب او میکنم

خدا سے آپ کی صحت اور درازی عمری اور بلندی مراتب
کی دعا کرتا ہوں۔ آپکا ذوق عالی تو آپ کے ساتھ مخصوص ہے
آپکی سی قابلیت بھی اب آئندہ ہوتی نہیں نظر آتی۔

آپ کا دعاگو (اکبر)

الہ آباد ۱۲ر فروری ۱۹۳۶ء

میرے مکرم باوجود معذوری کے ایک ضرورت سے سفر کرنا پڑا ایک ماہ بعد الہ آباد واپس آیا۔ والا نامہ علی گڑھ میں مجھکو ملا جب میں پہلی بھیت جا رہا تھا۔ اس سبب سے جواب میں دیر ہوئی۔ آپ کی تحریر باعث انبساط خاطر ہوئی

اے وقتِ تو خوش کہ وقت ما خوش کردی۔

معذوری چشم نے ایک ہزار ولولوں اور ارادوں پر پانی پھیر رکھا ہے۔ مشورے کے لئے کلکتے جانے کا قصد ہے۔

علی گڑھ میں آپ کے دوست شیخ عبدالقادر صاحب بھی مجھ سے ملنے کو دہلی سے تشریف لائے تھے۔ میں نے چند اخلاقی رباعیاں انکو دیں کہ علیحدہ طبع کریں۔ اگرچہ وہ میرے اور خرافات کے ساتھ بھی طبع ہونگی۔

ایک عزیز کو بہ مجبوری اجازت دی کہ مسودات کو صاف کر کے مطبع مفید عام آگرہ میں بھیجدے۔ افسوس ہے کہ نہ انتخاب ہو سکا نہ نظر ثانی مدتوں کا سلسلہ مختلف خیالات کا ہے۔ کچھ تو

ترتیب ہوئی لیکن بہت ناکافی ۔ اگر طبع دوم کی اشاعت آئی تو شاید
آپ ایسے دوستوں کی نظر کچھ سنوار دے ۔ اس مجموعہ میں کل کلام
داخل نہ ہو سکا یا تو ملا نہیں یا غلطی سے یا اور وجہ سے رہگیا۔
جب ملک آزاد نہیں ۔ مذاق بالکل بدل گئے ۔ علم جاتا رہا۔
آپ یا میں یا کوئی کیا کر سکتا ہے ۔ بخدا سخت اصرار سے میں
مجبور ہوا ۔ ورنہ دل نہیں چاہتا۔

جالندھر شاید مجھے قریب تر ہے ۔ بہ نسبت میانوالی کے دیکھئے
کوئی ایسا وقت آئے کہ آپ سے ملنا ہو بہرکیف دعا فرمائیے گا۔
میں اللہ سے امید رکھتا ہوں کہ آپ کے دل کو مطمئن اور نور توحید
سے منور رکھے گا ۔

(اکبر)

الہ آباد ۲۳ر جون ۱۹۱۸ء

مخدومی و مکرمی ۔ تمام شعرا کو آپ کا ممنون ہونا چاہیئے
کہ آپ نے ان کی کیسی قدر شناسی اور عزت افزائی فرمائی ہے ۔

افسوس ہے میں بہ سبب معذوری کے آپ کے رسالے کو نہیں پڑھ سکا۔ تاہم جو دو چار سطریں کہیں کہیں دیکھیں اُن سے آپکی وسعت نظر کا اندازہ ہوا۔ بیشک یہ کتاب اپنے طرز میں بیمثل ہے۔ توضیح کُنِ شعر ہے۔ راحت رساں دل تاریخ طبع بھی میں کہوں۔ ارمغان دل بے ساختہ یہ مادہ ذہن میں آتا تھا حالانکہ تاریخگوئی مجھے نہیں آتی۔ میرا شمار تو شعرا میں نہیں ہے صرف آپ کا حسن خیال ہے۔ میں قیاس کرتا ہوں کہ اگر آپ معاصرین کے کلام کو دیکھکر کچھ انتخاب کریں تو نہائت دلچسپ مجموعہ ہو۔

میری آنکھوں کی اصلاح ہو جائے اور زندہ رہوں تو شاید کچھ داد آپ کو دے سکوں۔ آپ کا رسالہ ایک میرے ذیعلم دوست دیکھنے کو لے گئے ہیں۔ واپس آئے تو پڑھوں۔ کچھ پڑھواکر سنوں لکھوانے یا پڑھوانے کا کبھی خوگر نہیں رہا۔ اس سبب سے دم الجھتا ہے۔ غالباً آپ نے ایک ایک جلد نامور ایڈیٹروں کے پاس بھیجدی ہو۔

آپ کے دونوں رسالوں کا ایک معنی خیز انڈکس طیار ہو جائے تو خوب ہے۔

نیازمند (اکبر حسین)

الہ آباد۔ ۱۳ر جولائی سنہ

مکرمی مولوی محمد نذیر صاحب مدرس اوّل مدرسہ سبحانیہ جو ایک بڑے مشکل پسند اور اعتراض دوست بزرگ ہیں آپ کا رسالہ فن شاعری مجھسے دیکھنے کو لے گئے۔ میں ڈرتا تھا کہ مولانا ایک درجن اعتراض کے ساتھ واپس کرینگے۔ لیکن جمعہ گذشتہ کو وہ تشریف لائے اور بہت مدح کی۔ بلکہ آپ کے وسعت مذاق اور صفائے ادراک اور صحت خیال پر اُن کو حیرت ہوئی۔ اس سے مجھ کو اطمینان ہوگیا۔ اور بجز اس کے کہ میں اس رسالے کے مضامین سے پوری آگاہی حاصل کروں۔ اور داد دینے کو طیار ہوں۔ لیکن میں اگرچہ خود پڑھنے کا خوگر ہوں۔ اسکو پڑھواکر سنونگا۔ ابھی تو وہ میرے قبضے میں نہیں ہے۔

سید عشرت حسین سلمہ اپنے ساتھ سیپتا پورے گئے ہیں۔
قیاس کرتا ہوں کہ شاعری کی فلاسفی نیچر نے آپ کی طبیعت
کو تحفہ دیا ہے۔ خیریت سے بڑی بات یہ ہے کہ آپ کے
دل کی نسبت اپنے صانع کے ساتھ درست ہے۔ آپ کا
عنائت نامہ میری روکھی پھیکی رباعیات کی تعریف میں پہونچا
مگر مجھ کو بہت شبہ ہے کہ آیا وہ اس قابل ہیں کہ ان کو وقعت
دیجائے آپ کی مدح بہت مستند ہے۔ لیکن یہ خیال بھی ہے
کسانیکہ یزداں پرستی کنند   بہ آواز دولاب مستی کنند
بہرکیف آپ کو اور دیگر قدر افزا بزرگوں کو یہ امر ملحوظ رکھنا
چاہیئے۔ کہ ایک وقت اور ایک خیال اور ایک خوش دل
کے سلسلے میں یہ رباعیاں نہیں کہی گئیں۔ خدا جانے کس وقت
کہاں دھن تھی۔ مجھ کو انتخاب کا موقع نہیں ہوا۔ مسودہ مطبع کے
حوالہ کر دونگا۔ دیگر کلام کا بھی یہی حال ہے۔ ضرور ہے کہ بار دگر
آپ ایسے بزرگوں کی نظر ثانی کے بعد طبع ہو۔ مشکل سے یہ
نیاز نامہ لکھ سکا ہوں۔ امید ہے کہ آپ پڑھ سکیں گے۔

اکبر

مکرمی جناب مرزا صاحب زادمجدکم بعد سلام گزارش ہے
گو مجھے خدمت اقدس میں نیاز نہیں ہے۔ مگر مکرمی حضرت اکبر
الہ آبادی نے آپکی تصنیف کی وساطت سے جو کچھ
میرِ صاحب نے حقیر کے متعلق تحریر فرمایا ہے یہ انکا حسن ظن ہے وہ
اس کے ذمہ وار ہیں آپ کے مرتّبہ رسالہ کو من اوّلہ الی آخرہ
میں نے ہر پہلو سے پڑھا اور غائر نظر سے دیکھا علاوہ اس کے
کہ یہ تصنیف مفید اور کار آمد ہے۔ آپ کے صحت مذاق کا پورا
پتہ ہے اعتراضات کے اُٹھانے میں آپ نے نہایت متانت
سے کام لیا ہے۔ تمام تعریفات مختلف عنوان سے ملاحظہ فرماکر
طرد و عکس سے خوب بچایا ہے فی الحقیقت مقصود شاعری یہی تھے
جس کا پتہ آپ کا رسالہ بتاتا ہے۔ اور ہر فقرہ دلیل
تام ہے۔ اس پر کہ آپ نے خود بھی ہر پہلو پر غور کیا ہے اور ہر نتیجہ
اپنے مقدمات کے اعتبار سے مدلل اور ذی رتبہ ہے افسوس
ہے کہ کثرت مشاغل سے اتنی فرصت نہیں ہے کہ اپنا مفصل خیال
ہر جز کے متعلق جن پر کتاب شامل ہے ظاہر کرسکوں۔ ایسے رسائل

کی ملک کو بیحد ضرورت ہے۔ آپ ایسے اصحاب تحریر کو ایسے
ملیح ولذیذ تحریر کے طرف توجہ فرمانا چاہیے اور ایک دیر پا قائم
رکھنا ضروری اور ازبس ضروری ہے والسلام۔

سید نذیر احمد وفق

کوٹھی مولوی حیدر حسین صاحب مرحوم

الہ آباد۔ ۱۳؍ جولائی۔

الہ آباد ۲۸؍ اگست ۳۸ء

مکرمی عشرت سلمہ نے اپنے طور پر میرے مسودات
کے دفتر پریشان کو مرتب کر کے مفید عام آگرہ کے مطبع میں
بھیجدیا ہے دیباچہ اور ضمیمہ باقی ہے۔ میں خیال کرتا ہوں کہ دو
مہینے کے اندر کتاب طبع ہو جائیگی۔ لیکن میں مطمئن نہیں ہوں
کیونکہ میں نظر ثانی اور انتخاب سے معذور رہوں اور اصل یہ ہے
کہ بیسا اوقات اپنے ذاتہ خاہی کو فضول سمجھتا ہوں۔ مشیر باطن کے
نام نے دل بیچین کر دیا۔ خوب کتاب ہوگی۔ مولوی نذیر احمد صاحب

کے پاس کتابیں پہونچ گئیں وہ چند تردوات میں تھے کہلا بھیجا ہے کہ میں مرزا صاحب کی خدمت میں خط روانہ کردوں گا۔

(اکبر حسین)

الہ آباد۔ ۲۹ر اکتوبر ؁۸

مکرمی۔ میں نے کوئی نظم متعلق دعا نہیں لکھی۔ یاد آتا ہے کہ شعر مندرجہ ذیل مخزن کو لکھ بھیجا تھا۔

نہائت صحیح یہ قولِ میرزا سلطان احمد ہے۔
کہ مذہب خود دعا ہے پھر دعا سے کیوں تہیہ کیا ہے

معلوم نہیں چھپا یا نہیں۔ اگرچہ میری معذوری ہنوز قائم ہے لیکن بضرورت متعلق اشاعتِ دیوان دہلی جانے کا ارادہ کر رہا ہوں۔ امید ہے کہ آپکا مزاج اچھا ہو۔ آپ سے ملنے کا بہت مشتاق ہوں خدا وہ موقع نصیب کرے آپ منتخبات درکار میں ہیں۔

خاکسار (اکبر)

الہ آباد

$\frac{21}{2}$ ۹

مکرمی مدام مجدہٗ افسوس آپکے نام کا خط اور
جگہ چلا گیا - میں کچھ لکھ لیتا ہوں - پڑھ نہیں سکتا - کلکتے والے
اپریشن کو موجود ہیں لیکن یہاں والوں نے آئندہ دسمبر تک التوا
کا مشورہ دیا - زندگی کا مشتاق نہیں ہوں لیکن صحت مطلوب
ہے - کتاب عشرت سلیمہ نے اپنے طور پر چھپوائی - اب وہ عدیم
الفرصت ہیں سنتا ہوں کہ غلط نامہ بھی غلط ہے - شائقین درست
کریں گے - بلا قیمت احباب میں تقسیم کرنے کا موقع نہیں ہے -
۵۰۰ طبع ہوئیں قریباً ۵۰ کے نہیں فروخت ہو سکیں - آپ کو
ایک جلد بھیجتا ہوں اس میں خرافات سابق بھی ضرور شامل ہے
جس کو میں حذف کرتا اگر خود منتظم ہوتا - آئندہ اڈیشن کے لئے
آپ بھی انتخاب فرما رکھئے اس میں کلام ہی کا اضافہ ہو جائیگا -
قیمت کا مطالبہ آپ سے نہیں ہے - قیمت آپ کی طرف
سے ادا کر دیگئی - میں خود آپکی قدر شناسی کا مدیون ہوں - ہاں
اگر اور کوئی صاحب وہاں درخواست کرے تو اطلاع دیجیگا -

اکبر

الہ آباد   ۴ر مارچ ۸؁

مکرمی کتاب پہونچی ہوگی۔ افسوس ہے کہ اس میں بے ظرافت بلا امتیاز شامل کردیگئی اور اس میں ایک آدھ ناپسندیدہ شعر بھی داخل کردے گئے۔ جو کبھی سابق میں کہے ہونگے مجھکو قابلیت ہی نہیں کہ ایک نظر سب پر ڈال سکوں۔ میرا خیال تھا کہ صرف اخلاقی حصہ شائع ہو۔ عشرت نے نہ مانا اور وہ بھی بالآخر نوکری پر چلے گئے۔ اوروں کے ہاتھ سے کام ہوا غلطیاں بھی بہت ہوئیں۔

خیر بشرط زندگی بضرورت   آئندہ اڈیشن میں دیکھا جائیگا۔ اپنی خیریت سے مطلع فرمائیے۔

(اکبر)

الہ آباد   ۱۱ر جولائی ۱۰؁

میرے مکرم   آپ انگلستان میں نشوونما پاتے تو ایک

اوبِئْسَ فلاسوفر ہوتے -

مجھ کو خیرت ہے کہ آپ کو کیونکر اتنی فرصت ملتی ہے مولوی
نذیراحمد صاحب کا ریمارک ہے کہ جناب میرزا صاحب کے ہر
مضمون سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس کے متعلق ان کے معلومات
کامل ہیں۔ فن شاعری کا رسالہ میں نے دیکھا تمام شعراء کو آپ کی
شکرگذاری واجب ہے۔ آپ نے ان کی حمایت کی ہے اور
تکلف یہ ہے کہ جو خرابیاں اور نقص اُن میں ہیں وہ بھی ظاہر کردئے
ہیں۔ اور اس خوبی سے کہ معلوم نہ ہو کہ یہ مخالفانہ اعتراض ہے
حضرت حالی کو یہی طریق اختیار کرنا چاہئے تھا۔

ایک صاحب نے (منشی مہدی حسن صاحب قایمقام تحصیلدار
الہ آباد) میرے کلمات اور رسالہ میں شاعری کی ایک جلد بندھوائی
ہے۔ میں ان سے یہ سُنکر خوش ہوا۔

میرا ارادہ لکھنو کا ہے شایدکل جاؤں ایک ضرورت خاص
ہے ورنہ ناتندرستی سفر پر نہیں اُبھارتی۔

آپ سے ملنے کا آرزومند ہوں۔ یاران موافق وہمخیال کے

نہ ہونے سے نہائت افسردگی رہتی ہے۔ جب تک خدا کا حکم ہے زندہ ہوں۔

حصہ دوم ہنوز شائع نہیں ہوا کیونکہ حصہ اوّل کے اڈیشن ثانی کی ضرورت ہوئی۔ حصہ دوم کے بعض اشعار کو غالباً آپ بہت پسند فرمائیں گے رات دو چار شعر ذہن میں آئے تھے۔ چونکہ فکر تازہ ہے اور آپ کو نیاز نامہ لکھ رہا ہوں۔ پیش کرتا ہوں۔

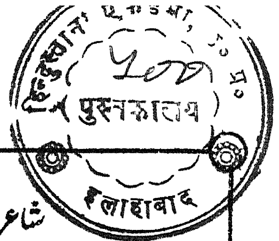
لن ترانی سے عیاں انوار عرفاں ہو گئے
ایک فقرے میں ہزاروں طور پنہاں ہو گئے

اے صبا تیرا عمل اس باغ میں ہے مشتبہ
ہنسدئے گل ہو کے غنچے یا پریشاں ہو گئے

جلوہ ہائے منظرِ ہستی ہیں راحت میں مخل
وہم جب یکجا ہوئے خواب پریشاں ہو گئے

ناتوانی سے قناعت پر ہوئے مجبور ہم
ضعف کے اسباب عزت کے نگہباں ہو گئے

صورت لیلیٰ نہ دیکھی پڑھ لیا دیوانِ قیس



شاعری انکو نہیں آئی زباندان ہو گئے
چوتھے شعر کو کیا عجب ہے آپ اچھا مضمون سمجھیں

نیازمند (اکبر حسین)

الہ آباد ۲۵ راگست سنہ ۱۰

میرے مکرم جناب مرزا صاحب خدا آپکو خوش رکھے اور آپ کی ترقیاں روز افزوں رہیں - مجھ کو سب سے پہلے آپ کو مبارکباد دینی چاہئے تھی - مجھ کو آپ کی ترقی کی خبر سے نہائت مسرت ہوئی - لیکن مجھ کو ایڈریس میں شبہ تھا - آپ نے اچھا کیا کہ یاد فرمایا - اور مجھ کو نیازنامہ لکھنے کا موقع ملا - خدا کا شکر ہے کہ لکھ پڑھ سکتا ہوں - کافی روشنی ہو تو صورتیں بخوبی پہچان لیتا ہوں - البتہ پیادہ پا راہ چلنے میں یا پبلک جلسوں میں شریک ہونا خالی از تکلف نہیں اور یہ میں چاہتا بھی نہیں بلکہ یہ معذوری میرے لئے نعمت عظمےٰ ہے - البتہ عمدہ سوسائٹی کا نہ ہونا تکلیف دہ ہے - بہرکیف خدا کا شکر ہے - کیا آپ

نمائش الہ آباد میں تشریف آوری کا قصد فرمائیں گے۔ مجھ کو
امید ہے کہ آپ اپنے نئے منصب پر خوشی اور اطمینان سے
رہیں گے۔

آپ کا نیاز مند (اکبر حسین)

الہ آباد ۱۵ر دسمبر سنہ ۱۰

مکرمی میں اپنے ترددات اور آلام میں مبتلا ہوں اس
سبب سے نیاز نامہ نہ لکھ سکا آپ کی محبت اور یاد آوری اور
ہمدردی کا شکر گذار ہوں۔ میری خوش نصیبی ہے کہ آپ کے دل
میں میری جگہ ہے۔ قطع نظر دلی صدمے اور ابتری انتظام خانہ داری
کے جسکی اصلاح کچھ نہیں ہو سکتی میرے لئے بڑی مصیبت یہ ہے
کہ ایک چھوٹا لڑکا ۱۱۔ سال کی عمر کا اب میرے ذمے ہے اپنی ماں
سے بعید مانوس تھا۔ اس کے سبب سے بہت کچھ آزادی جاتی رہی
یہاں تک کہ اپنی زندگی کو عزیز سمجھنے لگا۔

اخبار میں یہ دیکھ کر کہ آپ پر بم چلایا گیا تھا تعجب اور تردد ہوا تھا

لیکن خیال کیا گیا کہ خیریت گذری اور عنائت نامے نے زیادہ تر مطمئن کر دیا۔

خدا آپ کو روز افزوں ترقیات ظاہری و باطنی عطا فرمائے۔

خان بہادری کی مبارکباد قبول ہو۔

آپ کا خادم (اکبر حسین)

الہ آباد ۲۶ رجون ۱۱ء

مکرمی و معظمی سلمہ اللہ تعالیٰ۔ اپنے مزاج کی خیریت سے اطلاع دیکر برقرار و مطمئن فرمایئے۔ کبھی کبھی آپ کے مضامین پر نظر پڑجاتی ہے اللہ تعالیٰ نے علم و حکمت کا دریا آپ کے سینے میں بہا دیا ہے (ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء) میں اس مہینے میں بہت علیل اور زیر علاج رہا۔ اب کسی قدر افاقہ ہے۔ لیکن ہنوز نہائت ضعیف و ناتواں ہوں۔ اکثر بیٹھکر نماز پڑھتا ہوں۔

مضمون نگاری کو دل نہیں چاہتا۔ ایڈیٹروں کا شدید تقاضا ہوا کرتا ہے۔ جو کرنا تھا کر چکا۔

ابھی شدت مرض میں ایک پرائیویٹ خط معذرت ایڈیٹر صاحب زمیندار کو لکھا تھا۔ انہوں نے نہایت بے عقلی سے اس کو چھاپ دیا۔ اگرچہ کوئی امر قابل گرفت نہیں ہے لیکن اس کی اشاعت کا کوئی موقع نہ تھا نہ میرا منشا تھا دعا نظم کافی تھی۔ نہائت مسرت ہوئی کہ آپکی تصنیف مقبول ہوئی اور انعام ملا۔

خدا سالہا سال تک آپ کو صحیح و تندرست رکھے اور نفوس انسانی کو آپ کے ذریعے سے حقیقی ترقی میں مدد ملے۔

آپ کا نیازمند۔ (اکبر حسین)

الہ آباد ۱۴ر جولائی ۱۱ء

مکرمی السلام علیکم دونوں کتابیں پہونچیں۔ دونوں مفید اور عمدہ ہیں۔ جلد امثال تو مغربی دفتر کے لئے ایک نہایت ہی قیمتی اضافہ ہے۔ کاش انگریزی ترجمہ ہوتا اور آپ کیمبرج بھیج دیتے آپ ایل ایل ڈی کی ڈگری کے مستحق ہیں۔ سینہ سرد ہو گیا ہے کچھ علالت کچھ مایوسیاں لیکن آپ سے ملنے کو دل چاہتا ہے۔

اسوقت میں نے ۱۵ر جولائی سنہ ۱۱ کے پانیر میں بہ صفحہ ۲
ایک مضمون دیکھا جو ظاہراً حکومت کی صدا لئے ہوئے ہے ماحصل
یہ ہے کہ اردو زبان پنجاب سے بتدریج خارج کر دی جائے لیکن
اس کی جگہ پنجابی نہ ہو۔ بلکہ انگریزی ہو۔ آپ بھی ملاحظہ فرمائیگا۔
مرد آخر بیں مبارک بندہ الیست

نیاز مند (اکبر حسین)

الہ آباد ۱۰ر جنوری سنہ ۱۹۱۲ء

سرآمد اہل کمال صدر نشین بزم حسن خیال سلمہ اللہ تعالیٰ۔
میں آپ کو یاد کر ہی رہا تھا۔ اور نیاز نامہ لکھا ہی چاہتا تھا۔
کہ الطاف نامے کے ورود نے مسرت بخشی۔ سردی اور ناتوانی
کا ممنون ہوں کہ انہوں نے اور اسباب کو جنہوں نے ذوق تماشائے
دربار کو دل میں پیدا نہ ہونے دیا۔ بدنامی سے محفوظ رکھا۔ بلاشبہ
مراد ملتی اگر آپ ملتے۔ با وجود کثرت معلومات اور منطقی اور فلسفیانہ
قوت کے آپ کی طبیعت کا رخ خدا کے خیال کی طرف رہتا ہے

میں نے سہارے والا مضمون دیکھا اور خوش ہوا۔ اپنے نیازمند کے حق میں بھی دعائے خیر فرمایئے۔ میں صدہا دقتوں میں پھنسا ہوں ازاں جملہ نادرستی وقت اور ایک چھوٹے لڑکے کی تربیت و پرورش۔ اردو ہندی کی بحثیں اٹھیں! گورنمنٹ نے مجھ کو بھی ایک کمیٹی کا ممبر مقرر کیا۔ مجھ کو کوئی چارہ نہ نظر آیا۔ بجز اس کے بربنائے نادرستی طبیعت معذرت کر دوں۔ اگر میں بے تکلف سفر کر سکتا تو آپ کی خدمت میں ضرور حاضر ہو کر شرف انداز ہوتا۔ خواجہ حسن نظامی صاحب مُصر ہیں کہ میں دہلی آؤں۔ شاید بعد اپریل موقع ملے۔ میں آپ کی یادآوری کا سپاسگذار ہوں۔

شیخ سنوسی اور جارج پنجم کا مسلمان ہوتا۔ بیشک بہت دلچسپ مضمون ہے۔ لیکن سنہ ۱۳۳۰ ہجری میں امام مہدی صاحب کے ظہور کی پیشین گوئی کیا خلاف احتیاط نہیں ہے۔

خادم۔ (اکبر حسین)

الہ آباد — ۳ر فروری ۱۲ء

مخدومی و مکرمی۔ لڑکے کی علالت کے سبب سے ان روزوں سخت پریشان رہا۔ اہل خانہ کے انتقال کے بعد سے عجب مشکلات کا سامنا ہے۔ کیا عرض کروں۔ علالت اور ناتوانی اور انقلاب حالات کے سبب سے انتشار خیالات اُس پر طرہ۔ ادیب سے مدت سے مراسلت نہیں ہوئی۔ وہ شاکی ہیں کہ میں مضمون نہیں دیتا۔ اور میں معذور ہوں۔ تعمیل ارشاد کی کوشش حسب موقع کروں گا۔ حضرت ارشد نے کتاب بھیجدی ہے ابھی اُن کو رسید نہیں لکھ سکا۔ انشاءاللہ دو ایک روز میں لکھونگا اور داد دونگا۔ شائد وہی کافی ہو۔ لیکن میرا لکھنا کیا۔ آپ بہت قدر افزائی فرماتے ہیں ورنہ لسان العصر کے معنے کیا ہیں اسی قدر کہ اس زمانے میں جو باتیں زیر بحث ہیں ان کو نوٹ کرنا۔ اب تو یہ امر بھی بہت مشکل ہو گیا اور ہوتا جاتا ہے۔

بہت سے رسالے ریویو کی غرض سے پڑے ہیں لیکن میں کچھ نہیں لکھ سکا۔ افسردگی اور علالت نہیں چھوڑتی۔ آپ نے

عورتوں کے حقوق کے متعلق جو کتاب تصنیف فرمائی ہے خدا
جزائے خیر دے۔ نہایت ضروری بات تھی۔ آپ نے نہایت
تحقیق اور عمدگی سے لکھا ہے۔ کاش ان لوگوں تک پہنچے اور
وہ اس کو سمجھیں جو اس سے بیخبر ہیں۔ آپ دیکھتے ہیں ان دنوں
اسلام پر کیسی گھٹا چھائی ہے۔ خدا جانے کیا ہونا ہے۔ خواجہ
حسن نظامی صاحب تو اسی سنہ ۳۰ ہی میں حضرت امام مہدی کے
متوقع ہیں۔

آپ کی کثرت معلومات اور زور قلم اور بلند خیالی اور عارفانہ
طبیعت آپ کے لئے بڑی نعمتیں ہیں۔ اور مجھ کو اس بات کی خوشی
ہے کہ آپ کے دل میں میری جگہ ہے۔ میں نے کوئی شعر زیادہ
خوش دلی سے نہیں کہا۔ بہ نسبت اس کے کہ "دل میرا جس سے
بہلتا۔ کوئی ایسا نہ ملا۔ بت کے بندے ملے اللہ کا بندہ نہ ملا" اور
عجب بات یہ ہے کہ آپ ہی نے زیادہ تر اور خاص کر اس کی
داد دی۔

(اکبر حسین)

الہ آباد ۱۲/۲ ۱۰

مکرمی دام مجدکم زبردست ہاتھ بھی خوب یہ توجہ الی اللہ یہ ذوق توحید مبارک ۔ اگرچہ آپ کا مشتاق ہوں لیکن اپنا یہ شعر یاد کرتا ہوں تو مفارقت کا زیادہ افسوس بھی نہیں کرتا

ملنے سے یہ خرابی پیدا ہوئی بالآخر — اب معترض ہے مجھ پر مشتاق تھا جو پہلا

اللہ عاقبت بخیر کرے ۔ دم آخر تک استقامت رہے

دل میرا جس سے بہلتا کوئی ایسا نہ ملا — بت کے بندے ملے اللہ کا بندہ نہ ملا

آپکے سوا کسی نے اسکی داد نہ دی اثر نہ قبول کیا ۔

اور میرے پیش نظر بھی مضمون ہے ۔

صحت بھی خراب ہوتی جاتی ہے ۔ ابنائے جنس کا عجب حال ہے ۔

گوشۂ عافیت بھی میسر نہیں آتا — دنیا مجھے نہ جانے دنیا کو میں نہ جانوں

اللہ مدد کرے ۔

دعا کا طالب

(اکبر)

الہ آباد ۳۰ مارچ ۱۲ء

حضور والا۔ سرفرازنامے نے عزت بخشی اللہ تعالیٰ آپ کو صحت و سلامت کے ساتھ مسند علم و عزت پر متمکن رکھے الحمد للہ زندہ ہوں۔ لیکن اس زمانہ فتنہ و بیشعوری میں نہایت بے لطفی سے گذرتی ہے۔ وطن و زمیندار کے جھگڑے آپ دیکھ رہے ہیں۔ میں خیال کرتا ہوں کہ اس باب میں کچھ تحریر فرمائیے۔

آپ کو مذاق سخن بہت ہے اور نظر غائر ہے اور ایک عمدہ ذخیرہ اشعار کا ذہن میں ہے اگر کوئی مختصر مجموعہ منتخب اشعار فارسی و اردو کا تالیف فرمائیے تو غالباً بہت مقبول ہو۔ تصوف۔ اخلاق یہی کافی ہے۔

میں نے کہیں دیکھا ہے کہ جن دو شخصوں میں محض خدا کے لئے محبت ہوتی ہے۔ رحمت کے فرشتوں کا ان پر نزول ہوتا ہے اگرچہ میں نہایت پریشان حال ہوں۔ لیکن اس خیال سے بہت تسکین ہوتی ہے لیکن آپ کی محبت میرے ساتھ صرف اس بنا پر ہے کہ میں مسلمان ہوں[1] لیکن ظاہرا تو کافیوں کا اسیر ہوں۔

[1] خدا کرے میں ایسا ہی ہوں

یہ دو شعر کل ذہن میں محا باور آئے ہیں نے نوٹ کر لیا اگر ارشاد ہو رہنے دوں۔

آزاد ہوں نہیں ہے کوئی مدعائے خاص

جس رخ ہے قافیہ میرا مطلب بھی ہے وہی

مذہب کو شاعروں کے نہ پوچھیں جنابِ شیخ

جس وقت جو خیال ہے مذہب بھی ہے وہی

شاعروں کا ڈفنس ایک ظریفانہ پیرائے میں ہے۔

آپ کا نیاز مند (اکبر حسین)

الہ آباد ۱۵ اراپریل ۱۲ء

مکرمی زاد لطفہٗ السلام علیکم ورحمۃ اللہ آپ نے میرے اشعار کو اپنی عالی خیالی سے بلند درجے پر پہونچا دیا ورنہ وہ ایک شاعرانہ رندانہ آزادی کا اظہار تھا۔

انتخاب اشعار کا مسئلہ پیچیدہ ہے میرا یہ خیال ہے کہ وہ مجموعہ تذکرۂ شعرانہ ہو بلکہ مجموعہ اشعار ہو۔ شاعر کا نام پتے اور نام کیلئے ہو۔

اُردو کے اشعار بھی داخل ہوں۔ زیادہ تر تصوف واخلاق کیونکہ یہی چیز اس کو ممتاز کریگی۔ فارسی میں صائبؔ حزیںؔ بیدلؔ خاقانؔ عرفیؔ وغیرہ وغیرہ کو لیجئے اشعار بہت دقیق نہ ہوں۔ یا کہیں کہیں توضیح کردی جائے۔ اردو میں انیس۔ دبیر۔ آتش۔ ناسخ۔ حالی غالب۔ شاد وغیرہ ہیں۔ میرے دیوان میں بھی غالباً آپ کو بہت اشعا ملجائیں۔ آپ کو یوں بھی بہت اشعار یاد ہیں۔ نوٹ بک میں لکھتے جائیے۔ سال دو سال میں اچھا مجموعہ ہوجائیگا۔ ایک دلچسپ شغل ہوگا۔ عبرت اور بے ثباتی دنیا کے اشعار بھی ہوں۔ اخلاق ہی میں داخل ہیں۔ درستی اخلاق اور ایک مغموم اور شکستہ خاطر کی تسکین طبع کے لئے خوب مجموعہ ہوگا۔

بلاشبہ مسلمانوں کی حالت دیکھکر بہت مایوسی ہوتی ہے۔ خدا ہی پر بھروسہ ہے۔

میرے کلیات کا دوسرا ایڈیشن بھی مدتیں گذریں ختم ہوگیا۔ فرمائشیں آرہی ہیں۔ بہ مجبوری تیسرے ایڈیشن کے لئے آرڈر دیدیا ہے۔ امید ہے کہ کم سے کم صرفِ طبع وصول ہوجائیگا۔ اب دل نہیں لگتا

لیکن پاس خاطر احباب قدر دان ضرور ہے۔ حصہ دوم بھی زیر طبع ہے۔ چھپ جائے تو حاضر کروں بشرط زندگی۔

نیاز مند (اکبر حسین)

الہ آباد ۲۴ر اکتوبر ۱۲ء

عالی جناب آپ کی فلسفانہ نگاہ نے ناچیز اشعار کو خلعت معنی پہنا کر تخت عزت پر بٹھایا۔ جزاک اللہ۔ اوقات فرصت میں تمام و کمال ملاحظہ فرما کر چند مناسب اشعار منتخب کر لیجئے گا تاکہ کسی مضمون میں اُن کا تذکرہ ہو۔ لیکن اس کے لئے زحمت ضرور نہیں۔ کوئی کہاں تک مضامین لکھے آپ کے زور قلم نے تو متحیر کر دیا۔ ہر پرچے میں مضامین نظر آتے تھے۔ مجھ کو لوگوں کے شدید اصرار کی وجہ سے کتابیں چھپوانی پڑیں۔ لیکن یہی مشکل ہوتی ہے۔

کھلا دیواں مرا تو شورِ تحسیں بزم میں اُٹھا۔
مگر سب ہو گئے خاموش جب مطبع کا بل آیا

فرمائشیں آ رہی ہیں امید ہے کہ جلد مطبع کا بل ادا ہو جائے۔

ان روزوں دنیا کی خبریں پولیٹکل نگاہوں میں مسلمانوں کے لئے بہت اضطراب انگیز ہیں۔ لیکن میں اس مصرعہ سے تسکین پاتا ہوں۔

اگر زمانہ بدل رہا ہے بدلنے ہی کو بدل رہا ہے۔

کس ندیدم کہ گم شد از راہ راست

اپنی خیر و عافیت سے مطلع فرماتے رہیئے۔

خادم۔ (اکبر حسین)

الہ آباد ۲۴ر دسمبر ۱۲ء

مکرمی السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ میں آپ کو نیاز نامہ لکھا چاہتا تھا ایک مضمون تصوف کی نسبت بہت اچھا تھا۔ اور حال میں کسی اخبار میں آپ کا اور ایک عمدہ مضمون دیکھ کر آپ کے ثبات قدم اور صحیح الخیالی پر خوش ہوا تھا۔ اس کی داد دینی تھی۔ اگرچہ آپ کو اس کی ضرورت نہیں ہے جس طرح ایک تندرست جوان اپنی تندرستی کا احساس راحت کے ساتھ کرتا ہے اسی طرح آپ ایسا ایک صحیح الخیال فلاسفر اپنے خیالات کی لذت سے متمتع ہوتا ہے مرح ہو یا نہ ہو۔

آپ کی تصنیفات حال میں کتاب النسا فی الاسلام نہائیت عمدہ
کتاب ہے قومی اور مذہبی لٹریچر میں نہائت قیمتی اضافہ ہے۔اس
لایق ہے کہ انگریزی میں ترجمہ ہو۔ لیکن چندروز تک اُس کے حواشی
بڑہتے رہے توخوب ہے تاکہ کسی دوسرے اڈیشن میں مزید واقعات
عبرت انگیز کا حوالہ دیا جائے ڈاکٹر کنگ (یا شاید اور کچھ نام ہو) کا
مقدمہ آپ کو معلوم ہی ہو گا۔جو جہاز پر گرفتار ہوا تھا اس نے اپنی
بی بی کو زہر دیکر مار ڈالا تھا۔ اس طرح کے مقدمات برابر وقوع میں
آیا کرتے ہیں۔سب پبلک کے سامنے نہیں آتے۔اسوقت آگرے
میں کیسا افسوس ناک مقدمہ پیش ہے۔ رپورٹ آپ ملاحظہ فرماتے
ہونگے۔مسز کلارک مسٹر کیون لفٹنٹ کلارک مسز فلم سے الجھے مسٹر فلم
خدا جانے کیونکر روانہ عدم ہوئے۔مسز کلارک زیادہ تر سدّ راہ تھیں
انکی زندگی ازدواج ثانی کی مانع تھی۔ لفٹنٹ صاحب نے اپنی میم
کو دو مرتبہ زہر دیا موثر نہ ہوا خارج ہو گیا بالآخر چار قلیوں سے آدھی
رات کو جب وہ اپنی لڑکی کے بستر کے پاس بڈروم میں سو رہی تھیں انکو
قتل کرا دیا۔معاذ اللہ ہمارے قانون کی مصلحتیں اور خوبیاں

روشن ہیں۔ فرنگنیں بھی اب اپنے سخت قانون سے پریشان ہیں۔ایک مرتبہ شملہ یا نینی تال میں کچھ تحریک ہوئی تھی۔ بشپ صاحب نے مذہبی پیرائے میں صبر کی تلقین کر دی۔ مغربی لیڈیاں اپنی مشرقی بہنوں کو پردے کی قید سے آزادی دلایا چاہتی ہیں۔ مشرقی خواتین آپ کی کتاب پڑھ کر اپنی مغربی عنایت فرماؤں پر رحم کریں اور کمر ہمت باندھیں۔ کہ ان کو ضرورت فسق وزنا اور خطرہ قتل سے آزادی دلائیں۔ والیہ بھوپال پیشوا بنیں۔ انہیں خیالات میں تھا لیکن آپ کو نیاز نامہ نہ لکھ سکا ترددات ناسازی طبیعت ہاشم کی دلجوئی ونگرانی اسی سبب سے نہ لکھ سکا۔ حالت تو یہ ہے بڑھا با جاتا ہے ضعف اپنا زور آہستہ آہستہ لئے جاتی ہے پیری سوئے گور آہستہ آہستہ" اور قافیہ پیمائی یہ ہے "روانہ کر بتدریج اپنا چندہ جانب ٹرکی۔ وصول اس ملک سے کروڑ کروڑ آہستہ آہستہ۔" انسان بھی عجیب چیز ہے۔

آپ کا والا نامہ صادر ہوا اور کتاب فنون لطیفہ پہونچی دو ہی منٹ میں خدا جانے کیونکر صفحہ ۱۲۸ میں اس عبارت پر نظر پہونچ گئی۔

جنہیں آپ نے غایت کرم سے میری عزت افزائی کی ہے یعنی
کہا اور میرے شعر کہا۔ آپکی تحسین سے حوصلہ افزائی ہو جاتی ہے
کیونکہ آپ عالم معانی کے ایک بحر مواج ہیں۔

الحمد للہ کہ آپ ان استادوں میں نہیں ہیں۔ جن سے میرا یہ مطلع
متعلق ہے "تم سے استادوں میں میری شاعری بیکار ہے ساتھ سارنگی
کا بلبل کے لئے دشوار ہے"۔ اگرچہ اپنے منہ میاں مٹھو بننا ہے لیکن
جواز شاعرانہ کافی ہے۔ میں بہت خوش ہوا کہ آپنے مکرمی ڈاکٹر اقبال کے
نام پر اس کتاب کو معنون کیا حضرت اقبال نے کیا بلند اور روشن
طبیعت پائی ہے اور کیا طرز ادا ہے۔ کیا بلاغت ہے۔ مغربی
لٹریچر کی تکمیل اس پر یہ رنگ طبیعت کہ بیدل کا دل بھی صدقے
ہو۔ ان کا یہ مصرعہ۔

در گرہ ہنگامہ داری چوں سپند

میں کبھی نہیں بھولتا۔

میں انکی طرف سے بھی سپاسگذاری کرتا ہوں۔ اگرچہ ابتک
مجھ کو اُن سے بھی ملنے کی مسرت حاصل نہیں ہوئی عجیب قید میں ہوں

اس موسم میں نا توانی اجازت سفر نہیں دیتی یہاں سردی تیز ہے ہاشم کے اسکول میں مئی میں تعطیل ہوتی ہے اس وقت گرمی کی شدت ہوتی ہے۔ دیکھیئے کب زیارت کا موقع ملتا ہے۔

بہر کیف اس مطلع سے تسکین ہو جاتی ہے۔

آرزو دنیا میں کب نکلی اولاالابصار کی
چشم موسےٰ کو بھی حسرت رہ گئی دیدار کی

میں نے ابھی فنونِ لطیفہ کو کل نہیں پڑھا۔ لیکن دیکھ لیا کہ نازک خیالیوں سے بھری ہے۔ تمہید خوب ہے نہایت صحیح ہے

مہندس بسے جو بدا از راز شاں ندانند کہ چوں کردی آغاز شاں
محیط است علم ملک بر بسیط قیاس تو بر دے نہ کرد و محیط

یہ اقوال صحیح و ثابت و قائم ہیں۔ اور ہمیشہ صحیح و ثابت قائم رہیں گے۔

لاکھ ڈارون اور اسپنسر پیدا ہوں۔

میں آپ کی تحریر دیکھ کر کہتا ہوں کہ اگر آپ شعر کہیں تو شاعری کا گھر آباد ہو جائے۔

خدا کی قدرت تھی کہ ایک نشست میں میں اتنا لکھ گیا
بات تو پوری نہیں ہوئی لیکن انتشار دماغ کا اقتضا ہے کہ نیاز نامے
کو ختم کرتا ہوں۔ خدا آپ کو سالہائے دراز تک صحیح و سلامت
اور مسند عزت پر متمکن رکھے۔

نیاز مند (اکبر)

الہ آباد ۲۴ر جنوری ۱۹۱۴ء

مکرم مخلصان زاد لطفہٗ السلام علیکم و رحمۃ اللہ بلاشبہ بڑی مسرت
ہوتی اگر آپ تشریف لاتے آپ کو موقع نہ ملا۔ خیر زندگی باقی ہے
تو پھر کبھی۔ ڈاکٹر اقبال صاحب نے بڑی زحمت اٹھائی۔ صرف چند گھنٹوں
کے لئے مجھے ملنے کو الہ آباد تشریف لائے تھے۔ آپ صاحبوں کا کرم
ہے جیکدلی ہے ورنہ میری کیا ہستی ہے + چل بسے اسباب غفلت چشم عبرت ہو چکی +
میری ہستی تھی ہی کیا اور تھی جو کچھ وہ ہو چکی + ڈاکٹر اقبال صاحب بلی ظ جامعات
کے اس وقت اس حلقے میں آیات الٰہی میں سے ہیں۔ آپ نے بجا انکی مدح کی ہے
وہ بھی نازاں ہیں کہ آپ ایسے عالم فلاسفر نیک دل بزرگ کی خدمت میں
نیاز حاصل ہے + آپ کا نیاز مند (اکبر حسین)

عزیز مکرم سلمہ اللہ تعالیٰ ۲۵/۱۰/۵

مجھکو میری شکائتوں نے لکھنے پڑھنے سے بالخصوص پڑھنے سے قریباً بالکل معذور کر رکھا ہے۔ جب تک یہ معذوری ہے زندگی نہایت ہی بے لطف ہے۔ مشکل سے کبھی آنکھوں پر زور ڈال کر دو چار سطریں پڑھ لیتا ہوں۔ آج دردسر نہ تھا مخزن کا پرچہ آیا اور آپکا مضمون شاعری پر دیکھا۔ ماشاء اللہ کس سمجھ اور انصاف سے نظر ڈالی ہے۔ حرف بہ حرف اتفاق کرتا ہوں۔ میں آپ کی صحیح تحقیق کا معترف ہو چکا ہوں۔

صافت نہیں ہے۔ اللہ کے ہاں سے آپ نے بڑی نعمت پائی ہے۔ آپ کا علم بہت اچھا اور وسعت میں بھی کم نہیں معلوم ہوتا مزید براں آپکی روحانی صفائی کا پرتو نظر آتا ہے۔ خدا آپ کو مدارج عملی پر پہونچا وے۔

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ

خدا کرے آپ سے کبھی ملاقات ہو۔

(خادم و دعا گو اکبر)

الہ آباد ۲۲ر مارچ ۱۹۱۳ء

مکرمی السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ اور تحریروں سے تو آپ ایڈیٹروں سے پیچھا چھڑاتے ہیں۔ لیکن ایسی تصنیفوں سے آپ فرشتوں کو اپنا رفیق بناتے ہیں۔

اے قبائے علم وحکمت راست بربالائے تو
رونقِ دینِ مبیں از گوہرِ والائے تو

قوت آیات حق

یاد آوری کا شکر گذار ہوں۔ وہ حصہ جس میں یہ بیان ہے کہ نماز امیر غریب شاہ وگدا طفل و مرد وجواں سب کو ایک سطح پر اور ایک صف پر لاتی ہے۔ اور ہر مخصوص بہ اسلام ہے نہایت موثر ہے۔ اس کی خوب اشاعت ہونی چاہیے۔ ایک کاپی خواجہ کمال الدین صاحب کو لندن بھیج دیجیے۔

دعائے خیر کا طالب
(اکبر حسین)

عزیز مکرم سلمہ اللہ تعالیٰ ۲۵/۱۰ ۵

مجھکو میری شکایتوں نے لکھنے پڑھنے سے بالخصوص پڑھنے سے تقریباً بالکل معذور کر رکھا ہے۔ جب تک یہ معذوری ہے زندگی نہایت ہی بے لطف ہے۔ مشکل سے کبھی آنکھوں پر زور ڈال کر دو چار سطریں پڑھ لیتا ہوں۔ آج دوسرے نمبر کا مخزن کا پرچہ آیا اور آپکا مضمون شاعری پر دیکھا۔ ماشاءاللہ کس سمجھ اور انصاف سے لکھ ڈالی ہے۔ حرف بہ حرف اتفاق کرتا ہوں۔ میں آپ کی صحیح خیالی کا معترف ہو چکا ہوں۔

حاجت نہیں ہے۔ اللہ کے ہاں سے آپ نے بڑی نعمت پائی ہے۔ آپ کا علم بہت اجلا اور وسعت میں بھی کم نہیں معلوم ہوتا مزید براں آپکی روحانی صفائی کا پرتو نظر آتا ہے۔ خدا آپ کو مدارج عمل پر پہونچاوے۔

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ

خدا کرے آپ سے کبھی ملاقات ہو۔

(خادم و دعا گو اکبر)

الہ آباد — ۲۲ر مارچ ۱۹۱۳ء

مکرمی السلام علیکم ورحمتہ اللہ۔ اور تحریروں سے تو آپ ایڈیٹروں سے پیچھا چھڑاتے ہیں۔ لیکن ایسی تصنیفوں سے آپ فرشتوں کو اپنا رفیق بناتے ہیں۔

اے قبائے علم و حکمت راست بربالائے تو
رونقِ دینِ مبیں از گوہرِ والائے تو

قوت آیات حق

یاد آوری کا شکر گذار ہوں۔ وہ حصہ جس میں یہ بیان ہے کہ نماز امیر غریب شاہ و گدا طفل و مرد و جواں سب کو ایک سطح پر اور ایک صف پر لاتی ہے۔ اور یہ مخصوص بہ اسلام ہے نہایت موثر ہے۔ اس کی خوب اشاعت ہونی چاہیئے۔ ایک کاپی خواجہ کمال الدین صاحب کو لندن بھیج دیجیئے۔

دعائے خیر کا طالب
(اکبر حسین)

الہ آباد۔ ۳ر جون ۱۳ء

مکرمی زاد الطافہ۔ اسلام علیکم ورحمہ اللہ۔

مدّت سے آپکا کوئی عنایت نامہ نہیں آیا۔ ہین پر ایک سرسری نظر ڈالی ماشااللہ کیا رنگ خیال ہے۔ خدا مبارک کرے۔ میرے حق میں دعائے خیر فرماتے رہئے گا۔ میری حالت یہ ہے کہ دنیا سے دل برداشتہ تو ہو ہی رہا ہوں۔ ہاشم سے بڑا تعلق تھا۔ اس کی بڑی فکر تھی۔ لیکن وہ بمبئی کی سیر کو گیا تھا۔ تیسرے دن بیمار ہوا واپس آیا۔ چیچک نکل آئی۔ سختیاں ہوئیں۔ جب دانے ڈھل گئے وقت تھا کہ توانائی آئے دفعتاً تپ شدید لاحق ہوئی۔ چودہ دن گذر گئے ہیں۔ کل سے بالکل بیہوش ہے۔ بجز ذکر خدا اور آیات قرآنی کے بیماری کے شدائد میں کچھ اس کی زبان سے نہیں نکلا۔ ظاہرا دم چند کا مہمان ہے۔ افسوس کہ وہ کیوں نہ آلودہ دنیا ہوا خصوصاً اس زمانے میں بجا افسوس ہے۔ اللہ اس پر مجھ پر ہم سب پر رحم فرمائے۔ آپ سے گو ملاقات نہیں لیکن روحانی تعلق ہے جب وقت یہ چند سطریں لکھ دیں ورنہ یہ وقت خط و کتابت کا

میرے لئے نہیں ہے۔

تماشائے ہستی ادب کے ساتھ قابل دید ہے۔

بیگماں در لبِ ایں پردہ تماشا نیست

(اکبر حسین)

مراد آباد ۹ ستمبر ۱۹۱۳ء

میرے مکرم اللہ تعالیٰ آپ کو خوش رکھے۔ الطاف نامے کا ته دل سے شکر ادا کرتا ہوں۔ آپ کی ہمدردی سے دل کو قوت پہونچی۔ ہاشم مرحوم کی مفارقت نے میرے حواس کو مختل تو نہیں کیا لیکن دنیا کی بہ نسبت آخرت سے زیادہ تر متعلق کر دیا غم کے ساتھ سبکروحی بھی حاصل ہو گئی ہے۔ جب یہ خیال آتا ہے کہ "وہی کیا تھا ہمیں کیا ہیں" تو زیادہ اظہار غم سے شرم آتی ہے۔ وہ لڑکا ابھی تیرہ سال کی عمر میں مرا لٹریری رفیق ہو گیا تھا۔ اُس کی باتوں میں ظرافت اور فلسفی کی چاشنی پیدا ہو چلی تھی۔ میرا لٹریری اور سوشل جانشین ہوتا۔ مگر اس کی موت نے ثابت کر دیا کہ یہ

نہ ہونا چاہیئے تھا۔ آپ کے اکثر الفاظ سے تسلی ہوئی۔ خدا میرے دوستوں کو زندہ و تندرست رکھے۔ آپ تو مجھ ہیچمیرز کے عزت افزاؤں کی انجمن کے صدر نشین ہیں۔ سید عشرت حسین بہت سلیم الطبع اور سعید اور تعلیم یافتہ ہیں۔ لیکن نوکری نے ان کو مجھ سے جُدا کر رکھا ہے۔ اور مغربی لٹریچر زیادہ تر انکے سامنے ہے۔

عید میں عشرت اور خواجہ حسن نظامی صاحب میری تسلّی خاطر کے لئے یہیں تشریف فرما تھے۔ پرسوں آپ کے دوست اور مدّاح ڈاکٹر اقبال صاحب بھی بہ سلسلہ کانپور مجھ سے ملنے کو تشریف لائے تھے۔

تصوّر میں آپکی حضوری بھی اسی قدر میسّر آچکی ہے کہ اگرچہ شوق ملازمت ہے لیکن زیادہ افسوس نہیں ہے کہ ہنوز ایسا موقع نہیں ملا آپ کے بحر خیال کی موجیں مضامین میں نظر آتی رہتی ہیں۔

در سخن پنہاں شدم چو بوئے خوش در برگ گل،

ہر کہ دیدن شوق دارد در سخن بیند مرا،

اب تو لکھنے پڑھنے میں زیادہ دل نہیں لگتا۔ یا تسبیح یا حیرت

علالت اور ناتوانی نیز عادات سابقہ نے محتاج خدمت کر رکھا ہے۔ سفر سے گھبراتا ہوں۔ تاہم ارادہ ہے کہ کچھ سفر کروں۔

آپ کا دعاگو۔ (اکبر حسین)

کبھی کبھی کوئی شعر حکمت یا معرفت کا بھیجئے اور اس کی تشریح کیجئے۔ شعر کا بھی مزا اور آپ کا بیان اور ایڈیٹروں کے تقاضے سے سبکدوشی۔

(اکبر حسین)

الہ آباد عشرت منزل ۲ر جنوری ۱۹۱۶ء

حبیبی و مکرمی سلمہ اللہ تعالیٰ۔ دل کو دل سے راہ ہے میں نے سنا تھا کہ آپ ریاست بہاولپور میں نہیں ہیں۔ ڈاکٹر اقبال صاحب سے آپکا ایڈرس دریافت کیا گیا تھا۔ ہنوز جواب نہیں آیا لیکن پرچہ اقبال لودہانہ میں آپ کا مضمون تحت عنوان اقبال نظر آیا۔ دل چاہا کہ اس کی مدح سرائی کروں۔ لیکن وہ خیال اس پیرائے میں ظاہر ہوا۔

خوب ہے موعظمتِ حضرتِ سلطان احمد دل انسان کی چمک خوب کہ سونا بہتر

غفلت و کبر سے غم خانۂ اکبر اچھا   خندۂ جام سے اقبال کا رونا بہتر

ظلم ہے ان کو اگر داد نہ دوں میں لیکن

اپنے مداح کا مداح نہ ہونا بہتر

چونکہ آپ نے اکبر و اقبال کا ذکر خیر اپنے مضمون میں کیا تھا۔ اس بنا پر یہ اشعار موزوں ہو گئے۔ میں نے دفتر اقبال روانہ کو بھیج دئے۔

آج آپ کا الطاف نامہ پہونچا۔ جناب والا اگر مجھ میں یا حضرت اقبال میں کچھ ہے تو آپ ہی کے دل کی زبان ہے۔ امام غزالی کے زمانے میں ایک مغربی سیاح جب وطن کو واپس گیا تو کسی نے پوچھا کہ اسلام کی نسبت تم نے کیا رائے قایم کی اس نے کہا کہ مجھ کو موقع زیادہ تحقیق کا نہیں ملا لیکن امام غزالی سے ملا تھا۔ ایسا شخص چونکہ پیرو اسلام ہے لہذا اس اسلام کی نسبت اچھا خیال رکھتا ہوں۔

آپ کی خدمت میں مجھے نیاز حاصل نہیں ہے۔ لیکن آپ ہی پہلے شخص ہیں یا شاید آپ ہی تنہا وہ ہیں کہ جس نے میرے

اس شعر کا نوٹس لیا اس کو دل میں جگہ دی۔ اس پر آفرین و مرحبا کی صدا بلند کی

دل میرا جس سے بہلتا کوئی ایسا نہ ملا
بت کے بندے ملے اللہ کا بندہ نہ ملا،

چونکہ درحقیقت یہ شعر میں نے دل سے کہا تھا۔ میں نے قیاس کر لیا کہ آپ کا مذاق کیا پاکیزہ و عالی ہے۔

آپ کو بلا تکلف اجازت ہے۔ آپ سے زیادہ ان مضامین کی قدر دانی اور عزت افزائی کون کر سکتا ہے۔ مخزن میرے پاس آتا ہے۔ بہت سے پرچے آتے ہیں۔ اصل یہ ہے کہ کہاں تک پڑھوں اور اب تو ذرا بھی دل نہیں لگتا۔ مرحوم بچے کے ساتھ جو تھوڑی بہت حلاوت زندگانی باقی تھی وہ بھی جاتی رہی۔ مجھ پر گویا ایک شدید آپریشن ہوا اور خار تعلق دنیا نکل گیا۔ لیکن خود آپریشن کا زخم قیامت ہے۔ صرف آپ ایسے دو ایک احباب کے تصور سے کچھ سکون ہوتا ہے اور احساسات طبعی سے کچھ آرام ملجاتا ہے۔ ورنہ خدا جانے کس عالم میں رہتا ہوں۔

جو چاہا دیکھنا ان کو تو دو سے سو ہوئیں آنکھیں
مگر چاہا بیان کرنا تو پایا آپ کو گونگا،

اخبار زمیندار سے کسیکو ہمدردی ہو یا نہ ہو۔ عام طور پر یہ الفاظ ذہن میں آتے ہیں ۔

دل کو خدا نہ ضبط کرے ہے دعا یہی
کچھ غم نہیں فلک نے اگر کی زبان ضبط

آپ کا دعا گو ۔ (اکبر)

الہ آباد ۔ ۹ر مارچ سنہ ۱۴ء

مکرمی سلمہ اللہ تعالیٰ ۔ جزاک اللہ آپ نے اشعار کی خوب تشریح کی وہ تو خود میرے لئے عمل کے لئے ہدایت نامہ ہے ۔

میں دنیا سے اس قدر دل برداشتہ ہو گیا ہوں کہ شاید اتنا نہ ہونا چاہیئے ۔ سبب یہ ہے کہ تعلقات منقطع ہیں ۔ طول امل کا وقت نہیں ۔ عبرت وفنا پیش نظر ۔

اپنی ایک نو تصنیف غزل کا ایک شعر عرض کرتا ہوں ۔

دنیا کی کیا حقیقت اور ہم کو کیا تعلق،
وہ کیا ہے اک جھلک ہے ہم کیا ہیں اک نظر ہیں

عوغہ بے معنی سے دل اکتا گیا۔ خودی کی حس سے مجبوری نیچرل ہے۔ اللہ اپنی یاد میں لذت دے۔ اور زندگی کو سہل کرے +

دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو بلند مدارج عطا فرمائے۔ آپ کی رخصت کب ختم ہوگی۔

نیاز مند۔ (اکبر)

الہ آباد۔ ۶ رفروری ۱۵ء

مکرمی مخلصاں زاد لطفہ۔ اپنے مزاج کی خیریت لکھئے۔ ان روزوں یہاں پلیگ کا زور ہے۔ لیکن اور اطراف ملک میں بھی ہے۔ میں روز بروز زیادہ ناتوانی اور مشاغل دنیا سے بے تعلقی محسوس کرتا ہوں اللہ اطمینان قلب عطا فرمائے آمین کہئے۔

حصہ سوم کے لئے لوگوں کا تقاضا ہے۔ خرافات کا انبار ہے انتخاب دشوار ہے۔ بہرحال کچھ کر رہا ہوں۔ آپ یہاں ہوتے

تو مدد ملتی اور نہایت اچھی اور بامعنی مدد۔ اگرچہ ترتیب حروف
تہجی حسب دستور ملحوظ رہیگی لیکن میں اس شعر کو جس میں ظاہراً کچھ
تکلف نہیں ہے۔ زیب عنوان کیا چاہتا ہوں یعنی شروع میں
وہ ہو۔

اللہ کا انسان کو اگر نام نہ ملتا،
اکثر وہی دل ہیں جنہیں آرام نہ ملتا

فرمائیے کچھ معنی ہیں اور اچھے معنی ہیں یا نہیں تکلف کو دخل نہ دیجئے۔

ایڈیٹر خیال نے لکھا تھا کہ زبیر صاحب نادم ہیں جو معذرت
کہیئے لکھدیں۔ لیکن پھر لکھا کہ وہ کسی اقرار کے شائع کرنے پر
رضامند نہیں ہیں۔ ہاں کوئی تردید ہو تو چھاپ دوں۔ میں نے
اقبال کو لکھ کر بھیجدیا کہ اعتراض صحیح ہے۔ لیکن میرا مطلب
وہی ہے جو قاضی صاحب کا ہے۔ اس کو بھی اُنہوں نے نہیں
چھاپا۔ اس وقت چونکہ ایک فرقہ بزرگان دین کی بے ادبی اور
اصل مضمون کی بیخکنی پر کمر بستہ ہے۔ جنکا میں بھی بدل مخالف ہوں

لہذا میں خود ایسے مضامین کو اس وقت نہ صرف غیر ضروری بلکہ خطرناک سمجھتا ہوں پیغمبر صاحبؐ کے وقت کی توحید اب نہیں آسکتی میرا قطعہ مدت کا ہے۔ بعض حضرات امامیہ کی شدت دیکھکر کہا تھا۔ مطلب یہی تھا کہ اُن سے براہ راست دعا نہ کرنی چاہیے

وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِن دُونِهِ مَا يَمْلِكُونَ مِن قِطْمِيرٍ إِن تَدْعُوهُمْ لَا يَسْمَعُوا دُعَاءَكُمْ وَلَوْ سَمِعُوا مَا اسْتَجَابُوا لَكُمْ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكْفُرُونَ بِشِرْكِكُمْ ۚ ایسی بہت آئیتیں ہیں لیکن

امر اللہ کا تصور انکی محبت اُن سے استمداد بڑی چیز ہے اور ثابت ہے لہذا میں کچھ اصرار نہیں کرتا۔ آپ کو قلم اُٹھانا ضرور نہیں۔ ہاں یہ کہہ سکتا ہوں کہ رستم کا نام لینے سے اُنکی طاقت مدد نہ دیگی۔ وہ زندہ ہوتے تو زور کر سکتے تھے۔ روحانی مدد اس میں شامل نہیں۔

مشکل ہے کہ امامیہ کی شدت گھٹائی جائے تو دوسری طرف بدگمانی ہوتی ہے۔ بہر حال سکوت اور عاجزی اور خوش اعتقادی بہتر ہے۔ وہابیت کی تائید سے بچنا بہتر ہے۔

آپ کا خادم۔ (اکبر)

الہ آباد۔ ۱۸ مئی ۱۵ء

مکرمی السلام علیکم و رحمۃ اللہ

تین چار دن سے میں آپ کو یاد کر رہا تھا۔ پتہ مشتبہ تھا۔
خط لکھنے میں تامل تھا۔ میرے دل کا اثر آپ پر پڑا۔ اور آپ نے
یاد فرمایا۔ خدا خوش رکھے۔ ذوق باطن میں ترقی عطا فرمائے۔ تخیل اور
حافظے پر جو مضمون آپ نے شاید مخزن یا زمانے میں تحریر فرمایا وہ تو
مجھ پر گذر رہا ہے۔ اپنے اشعار کبھی عرض کروں گا۔ آپ نے خوب
تحریر فرمایا ہے اسکی داد دینے کو خط لکھنے والا تھا۔

کاش آپ سے کبھی ملاقات ہوتی باتیں ہوتیں۔ چند مدت سے مینے
شاعری کم کردی بہت کچھ کہہ سکا اب اس کا اثر دیکھنے کا وقت ہے۔
زمانے کا اقتضا بھی یہ ہے کہ خاموش رہوں۔

لوگ پرانے اشعار اِدھر اُدھر نقل کرتے پھرتے ہیں۔ اسوقت
تو شدت گرمی سے بیحواس ہوں۔ آئندہ انشاءاللہ بشرط زندگی کچھ اشعار
عرض کروں گا۔

خادم و دعاگو۔ (اکبر)

الہ آباد۔ ۹/۷ ۱۵

مکرمی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

ڈیڑھ مہینے تک میں دانتوں اور مسوڑوں کے ورم و درد میں مبتلا رہا۔ سخت تکلیف اُٹھائی۔ کھانا دشوار پانی پینا مشکل نمازیں وقت سجدہ اشاروں سے کرتا رہا۔ اب کچھ آفاقہ ہے۔ زندگی سے اکتا گیا ہوں لیکن اس کی مرضی۔

حج کے متعلق آپ کا مضمون دیکھا۔ سبحان اللہ واہ وا۔ لبیک کا کیا اثر آپ کے دل پہ ہوا۔ اس تحریر سے ظاہر ہے۔ اللہ مبارک کرے۔ وجد آنے کی بات ہے۔ بہت مضامین دیکھے لیکن ہیچ ہے۔

سوز دل پروانہ مگس نہ دہند۔

میں خوش ہوں کہ ایسے دل میں میری جگہ بھی ہے۔ دعائے خیر کا طالب ہوں۔ کہ اللہ اطمینان قلب عطا فرمائے۔ اور کیا عرض کروں۔

خاکسار (اکبر)

الہ آباد۔ ۱۵ رستمبر ۱۵ء

مکرمی السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

آپ کا ایڈریس نوٹ بک میں لکھا ہوا تھا۔ اس وقت مل گیا۔ گل وبلبل کا مضمون خطیب میں آپ نے خوب لکھا ہے۔ میں اقبال دونوں آپ کے مداح و شکر گذار ہیں۔ وہ مضمون صرف لطیفہ نہیں ہے بلکہ نہایت معنی خیز ہے۔ صورت سے معنی اور مجاز سے حقیقت کی طرف لیجانے والا ہے۔ جزاک اللہ۔ میرے کلیات کا حصہ سوم مرتب ہے جس میں نئے اشعار مندرج ہیں۔ انقلاب حالات اور زور بدگمانی نے اب تک اشاعت سے روک رکھا ہے۔ میری یہ حالت ہے کہ علیل رہتا ہوں۔ اور دنیا سے بالکل بے تعلق ہوں۔ آپ ایسے دوستوں کے خیال سے ذرا انبساط طبع ہوتا ہے خدا آپ کو خوش رکھے۔ آپ عباد الصالحین میں ہیں۔ آپ کی وسعت طبع اور نور ایمان خدا کی دین ہے۔ تحریکات عامہ بھی آپ نے خوب تحریر فرمایا ہے۔

دعائے خیر کا طالب۔ (اکبر حسین)

الہ آباد　　　　　　　　　　　　۶ راکتوبر ۱۹۱۵ء

جناب مرزا صاحب والا جاہ عالی پایگاہ سلمہ اللہ

اس کتاب کا ذکر اخباروں میں میری نظر سے گذر چکا تھا۔ اس کے طبع کے حالات اب معلوم ہوئے۔ مبارک ہو۔ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ میں آپ داخل ہیں۔ یہ عمل صالح ہیں۔ اسلامی کتب خانہ ہند میں یہ ایک عمدہ اضافہ ہے۔ آپ کے ریمارک دانشمندانہ ہیں اور اس کے ساتھ ہی موید اسلام۔ اسرار خودی پر آپ کا ریویو جس پرچے میں چھپے مرحمت فرمائیگا۔ بلحاظ عملی نتائج کے میں ہنوز ان کے نقش خیال پر ایسا حاوی نہیں ہو سکا۔ کہ مناسب داد دے سکوں لیکن خوبیٔ مقصود اور ترکیب اشعار کا کیا کہنا۔

اچھا نہیں ہوں آزاد بھی نہیں ہوں۔ دنیا سے دل بھی سرد ہو گیا ہے۔ آپ ایسے بزرگوں کی دعائے خیر کا امید وار ہوں۔

خاکسار۔　　اکبر حسین

الہ آباد ۔ ۲۸ ر دسمبر ۱۵ء

مکرم عالی جناب مدظلہٗ

آپ کو خاص لاہور میں جگہ ملی ۔ اس قیاس پر کہ آپ کی راحت وتفریح میں ترقی ہوئی ہوگی میں خوش ہوا ۔

وقت پر آشوب ہے ۔ بدگمانیوں کا زور ہے ۔ خطوط اس خیال سے کبھی نہیں لکھے گئے کہ وہ شائع ہونگے ۔ مجھ سے اکثر صاحبوں نے اجازت چاہی لیکن میں نے تامل کیا ۔ پرائیویٹ خطوط کو جبتک دیکھ نہ لوں اجازت طبع کیونکر دے سکتا ہوں ۔ یہ بھی نہیں معلوم کہ کون صاحب اس تدوین کے اہل ہیں ۔

قدسی صاحب نے مجھ کو نہیں لکھا ۔ آپ نے نہایت دانشمندی اور بزرگی ظاہر فرمائی کہ مجھ کو اطلاع دی ۔ کچھ عذر نہیں ہو سکتا ۔ لیکن میں ان خطوط کو دیکھ لوں ۔ خواجہ حسن نظامی صاحب نے چند خطوط کی نسبت اجازت حاصل کی تھی لیکن مجموعہ طلبیان برہم ہوگیا نوبت طبع نہ آئی ۔ اکثر دوستوں نے راہ قدر دانی خطوط جمع کئے ہیں ۔ زیادہ تر بلحاظ مضامین کے ۔

میں ایک عرصے سے شکایت مثانہ میں مبتلا ہوں۔ پیشاب کا رک رک کر بار بار آنا تکلیف دہ اور دقت خیز ہے۔ دوا نہیں کرتا آپ سے ملنے کا آرزومند ہوں۔ زندگی رہی اطمینان ہوا تو شاید موقع ملے۔ ایک مطلع ملاحظہ ہو۔

سخن میں یوں تو بہت موقع تکلف ہے۔
خودی خدا سے جھکے بس یہی تصوف ہے

ایسے واقعات پیش آئے ہیں کہ سکوت کو سخن پر ترجیح دینا پڑا ہے۔ آپ پر بلاشبہ بھروسہ کر سکتا ہوں کہ میرے خطوط جو آپکے نام ہوں یا اوروں کے نام انکو حذف و ترمیم مناسب کے بعد شائع کیجیے اب یا کبھی۔ آپ نہ صرف قابل دلائق ہیں بلکہ بولنس بھی بلند ہے۔ میں غلطی سے یہ خط ردی کاغذ پر لکھ گیا معاف فرمائیگا۔ اللہ آپ کو استقامت فی الدین عطا فرمائے۔ آپ نے بہتیل طبیعت پائی ہے دعا فرمائیے کہ میرا خاتمہ بخیر ہو۔

خاکسار۔ (اکبر)

الہ آباد۔ ۲۵ر جنوری ۱۶ء

مکرمی سلمہ اللہ تعالیٰ۔ افسوس ہے کہ سردی اور ناتوانی اور ناتندرستی کے سبب سے جواب لکھنے میں اس قدر توقف ہوا اور اس وقت بھی زیادہ نہیں لکھ سکتا۔

تنقید اشعار کے باب میں آپ کی تحریر نہایت صحیح و درست ہے

دنیا کی کیا حقیقت اور ہم سے کیا تعلق،
وہ کیا ہے اک جھلک ہے ہم کیا ہیں اک نظر ہیں

مولوی علی حیدر صاحب طبع طباطبائی نے حیدر آباد سے اس شعر کی بیحد تعریف لکھی۔ بلکہ یہی شعر ان سے مراسلت کا ذریعہ ہوا۔ اتفاق ہے کہ آپکی حکیمانہ نظر اور عبرت آگین طبیعت نے بھی اس شعر کو منتخب کیا۔ میں نے کوئی مضمون آفرینی نہیں کی۔ مجھ پر جو حالت گذری جو کیفیت محسوس ہوئی زبان سے نکل گئی۔ میری نظر سے آپ کا کوئی مضمون اس شعر کے متعلق نہیں گذرا ضرور تحریر فرمایئے۔ مجھ کو مدد ملیگی۔ تسکین ہوگی۔

خواجہ حسن نظامی صاحب کو میں نے بار بار یہی لکھا کہ حضرت

اقبال کی مثنوی کی مخالفت پر قلم نہ اُٹھائیں۔ حضرت اقبال کو بھی میں نے نہ چاہا کہ بادۂ سخن کو چھوڑ کر محتسب فلسفہ کا درہ اُٹھائیں بعوض اس کے کہ ہم رندان بے سامان کے ساقی بنے رہیں۔ ہمارے سروں پر تیغ بکف آئیں۔ ہم کو اُن سے محبت ہے۔

آنچہ بخود پسندی بدیگراں مپسند

پر عمل کرتا ہوں۔ لیکن میں دیکھتا ہوں کہ آپکی غیور طبیعت میں پولیٹکل اور قومی ہیجان زیادہ ہے۔ اگر عملی پہلو سے کچھ اثر نمایاں ہو تو کیا تعجب ہے لیکن اس وقت تو روز افزوں تفرقہ باہمی کے سوا کچھ نظر نہیں آتا۔

میں تو بالکل افسردہ و دل شکستہ ہوں۔ دنیا کو خوب دیکھ لیا۔ وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا اِلَّا لَهْوٌ وَّلَعِبٌ وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ زندگانی ایک سخت ڈیوٹی ہے اہتماع نہیں ہے۔ میں نے شاید اقبال صاحب کو اپنا یہ شعر لکھا تھا۔

واعظا ایں نہ جنون است نہ کافر شدہ ام
اولتے نا شدہ ختمست و من آخر شدہ ام

میں انشاء اللہ پھر عریضہ لکھوں گا۔ اور کچھ اشعار عرض کرونگا۔

خادم۔ (اکبر حسین)

ڈاکٹر اقبال صاحب۔ صوفی صاحب۔ حافظ شیراز صاحب

سب کی حمائیت

نہ بسط دیکھتے ہیں اور نہ قبض دیکھتے ہیں

وہ ڈاکٹر ہیں زمانے کی نبض دیکھتے ہیں

وفا کا رنگ بدل جائے ہے یہ ان سے بعید

فقط موافق موسم لکھی ہے اک تمہید،

عمل کا رخ نہیں قوت فزا۔ مرض یہ ہے

کیا ہے نسخہ جو تحریر۔ بس غرض یہ ہے

جہاں میں قوت بازو دکھائیے اسوقت

مراقبے سے ذرا سر اُٹھائیے اس وقت

اُٹھاؤ اُن پہ نہ ہرگز تم اعتراض کا ہاتھ

یہی کہو کہ بہت خوب ہم ہیں آپ کے ساتھ

دکھائیے تو خدا را خودی کے جوبن کو
مراقبہ بھی اُٹھا دے گا اپنی گردن کو
شراب حضرت حافظ سے کچھ نہیں نقصان
ز مارچ تا بہ مئی اُس کا ہے فقط ساماں
بس ایک ربع ہے کافی برائے مستی و حال
بقیہ سال ہے نذر طریق سعی و جدال
وہ خود ہی کہہ گئے ہیں یہ بہ پاس فکر معاش
سہ ماہ مے خور و نہ ماہ پارسا می باش

بہت سی نظموں کا مسودہ میرے پاس ہے کہ آجتک کوئی مطابع نہیں۔ کاہلی سے صاف نہ کرسکا۔ ازاں جملہ مندرجہ بالا اشعار میں بے تکلفانہ پیش کرتا ہوں۔ کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی کہ آپ محظوظ نہ ہوں۔

ڈاکٹر صاحب کو تسلیم۔

الہ آباد۔ ۱۸ر فروری سنہ ۱۶

مکرم من زاد لطفہٗ ۔ میں نے عرض کیا تھا کہ کچھ نئے اشعار ارسال خدمت کرونگا۔ افسوس ہے کہ اب تک نہ لکھ سکا۔ سردی زیادہ ہوگئی طبیعت بھی صحیح نہیں رہتی۔ دل بھی نہیں لگتا۔ اگر آپ کا خیال قایم ہوا اور فرصت ہو تو کچھ اشعار بھیجدوں۔

ان روزوں عجب بے چینی اور افتراق اور اختلاف کا زور ہے۔ حیرت ہوتی ہے۔ اللہ انجام بخیر کرے۔

اپنی خیریت سے مطلع فرمائیے۔

دعائے خیر کا امیدوار۔

(اکبر حسین)

الہ آباد۔ ۶ر اپریل سنہ ۱۶

مکرمی السلام علیکم ورحمۃ اللہ ۔ مدت سے آپ کو ایک مطول و مفصل خط لکھنے کا ارادہ کر رہا ہوں۔ لیکن آج تک پورا نہ ہوسکا۔

یہاں گرمی بہت ہوتی ہے ڈیرہ دون کے لئے اٹھا پہلی منزل ۹ ر مارچ لکھنو میں ہوئی۔ وہاں ایسا بیمار ہوگیا کہ بمجبوری ۱۷ ر مارچ کو پھر الہ آباد واپس آیا۔ ہنوز اچھا نہیں ہوں۔ اس عمر میں ان آلام میں کیا اچھا رہ سکتا ہوں۔ خدا کی کچھ مصلحت ہوگی۔ کہ زندہ ہوں۔

پولیٹکل ظلمت اور سوشل ابتریاں اور بھی سوہان روح ہیں۔ یاراں موافق عنقا دو ایک ہیں بھی تو بہت دور۔ اللہ اللہ اور بس۔

مجھ کو بھی افسوس ہے کہ بھوپالی صاحب کو آپ نے میرے پرائیویٹ خطوط بھیجد ئیے آں حضرت نے مجھ کو بھی خط کا جواب نہ دیا۔

کل بے اختیار ایک شعر میری زبان سے نکل گیا۔ ایک صاحب نے بے انتہا پسند کیا۔

مگر میں تو اس کو بھی ایک آہ بے معنی سمجھتا ہوں۔ وہ شعر یہ ہے۔

حضرت واعظ سے اب یہ قوم زندہ ہوگی کیا
اتنے مردوں کو مسیحا بھی جلا سکتے نہیں

آپ کی وسعت نظر اور طبع سلیم اور عقیدہ راسخ کا معتقد ہوں۔ انشاءاللہ آپ مقبول بندوں میں ہیں۔

جہاں میں عقل کی حسرت نکل نہیں سکتی،
خدائی ذہن کے سانچے میں ڈھل نہیں سکتی

ایک دن یہ شعر زبان پر آئے۔

فلسفی تجربہ کرتا تھا ہوا میں خصمت — مجھے وہ کہنے لگا آپ کدھر جاتے ہیں
کہدیا میں نے ہوا تجربہ مجھکو تو یہی — تجربہ ہو نہیں سکتا ہے کہ مرجاتے ہیں

ایک دن یہ بیتیں زبان پر تھیں۔

ذرے ہیں چند جن کو غفلت ابھارتی ہے
اک خاک عبرت آگیں لیکن پکارتی ہے

اس انجمن میں ہم بھی اک رات جل چکے ہیں
تم شمع بن رہے ہو اور ہم پگھل چکے ہیں

کبھی طبیعت حاضر ہوئی لکھ سکا تو کچھ غزلیں اور قطعات ارسال

خدمت کرونگا۔ حالت یہ ہے کہ نوٹ کرلیا۔ پھر خبر نہ لی۔ایک انبار بے ترتیب جمع ہوگیا ہے۔

خدا آپ کو خوش رکھے کہ آپ مجھ کو یاد فرمایا کرتے ہیں۔

خاکسار۔اکبر

الہ آباد۔ یکم جون سنہ ۱۲

مکرمی سلمہ اللہ تعالیٰ۔

نشستن بر سر راہ تحیر عالمے دارد
کہ ہر کس میرود از خویشتن گردد دوچار ما

آپ کا بامعنی اور بیقرار دل میری یاد آپ کو دلاہی دیتا ہے۔ خدا آپ کو زندہ وسلامت رکھے۔آپ ہی ہیں جس نے میرے اس شعر پر نظر کی اور داد دی۔

دل میرا جس سے بہلتا کوئی ایسا نہ ملا
بُت کے بندے ملے اللہ کا بندہ نہ ملا

آپ ہی ہیں جس نے ہاشم مرحوم کی تعزیت میں مجھکو یہ لکھا

کہ گھبرائیے نہ ہم لوگ آپ کے وارث ادبی ہیں۔ اِن باتوں نے آپ کی یاد کو میرے دل کے لئے ایک نعمت بنا دیا ہے۔

نہ تندرست ہوں نہ مطمئن اور چند روز سے تو کچھ سانس بھی رُکی ہوئی ہے۔ بہر حال زندہ ہوں۔

ان مصائب میں بھی مایوس نہیں ہوں اکبرؔ
قیدِ ہستی سے رہائی کی خوشی باقی ہے

یہ شعر کہہ تو دیا لیکن بعد رہائی خوشی کا احساس ایک مشکل مسئلہ ہے۔

اطمینان کے انتظار میں حصّہ سوم ہنوز مطبع میں نہیں بھیجا گیا۔

میں اکثر چاہتا ہوں کہ کچھ اشعار پیش کروں۔ لیکن جب لکھنے بیٹھتا ہوں تو کچھ فیصلہ نہیں کر سکتا۔ کہ کون سا شعر منتخب کروں۔ اب انشاءاللہ کسی دن بلا انتخاب کچھ لکھ کر ارسال خدمت کروں گا۔ زیادہ توقف ہو تو یاد دلائیگا۔

آپ کا نیاز مند۔ اکبر حسین۔

الہ آباد ۱۳ر جولائی سنہ ۱۶

مکرمی سلمہ اللہ تعالیٰ - میں نے آپ کا ایک مضمون دیکھا - میرٹھ کے کسی پرچے میں چھپا ہے - شائد مجموعی قوت عنوان ہے - کہاں تک اس کی داد دوں - بہتر یہ ہے کہ مبارکباد دوں - یورپ کے ایک عالم نے ابھی حال میں ایک کتاب تصنیف کی ہے - ریلیجن اینڈ ریالٹی - یہ مضمون اس تمام کتاب کا خلاصہ ہے - اللہ تعالیٰ آپ کے ذہن کو زمانے کے انقلابات سے محفوظ رکھے -

وَمن یرد اللہ ان یھدیہ یشرح صدرہ للاسلام وَمن یرد ان یضلہ یجعل صدرہ ضیقاً حرجاً کانما یصعد فی السّماء -

مجھ کو تردّدات اور نادرستی نے اپنے آپ سے جدا کر دیا ہے چاہا تھا کہ حسب وعدہ چند اشعار گذارش کروں لیکن انتخاب نہ کر سکا - اور آپ کو اس مضمون کی داد دینا ضرور - لہٰذا نیاز نامہ ارسال کرتا ہوں - ایک مطلع اپنا یاد آیا عرض کرتا ہوں -

دنیا کی طوالت بیحد ہے خلقت کا تو لنبا قصہ ہے
ہر شخص فقط یہ غور کرے اس کل میں مرا کیا حصہ ہے

معلوم نہیں آپ کس نظر سے اس شعر کو دیکھیں۔

(اکبر حسین)

الہ آباد ۲۲ر نومبر ۱۶ء

مکرمی السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ حسن نظامی صاحب کا محرم نامہ آپ نے دیکھا ہوگا۔ حضرت اقبال کے خیالات متعلق امامت و خلافت سے بھی اطلاع ہوئی ہوگی۔ زمانے نے بیچین کر دیا ہے۔ بلند طبیعتیں اصلاح کی فکر میں ہیں۔

اللہ تعالیٰ جمعیت خاطر عطا فرمائے۔ اس کا فضل چاہیے بحثوں میں تو انتشار ہی انتشار ہے۔ یورپ میں یہی رنگ دیکھتا ہوں۔ آج ایک کتاب لکھی جاتی ہے۔ کل اس کی تردید چھپتی ہے۔ اتفاق و محبت باہمی کی بہت ضرورت ہے۔ اتفاق و محبت کا عام طور پر تو دنیا سے کم و بیش ہمیشہ فقدان رہا ہے

اور رہیگا۔

وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ أُمَّةً وَّاحِدَةً وَلَا يَزَالُوْنَ مُخْتَلِفُوْنَ ۝ سورہ ہود۔ لیکن خود ہم میں باہم اس وقت جو محبت کی کمی ہے وہ بہت تکلیف دہ ہے پولیٹکل وجوہ ہونگے بہرحال خدا ہی کی مہربانی سے اتفاق و محبت کا ظہور ہوتا ہے۔

وَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ لو انفقت مافی الارض جمیعًا ما الفت بین قلوبھم ولکن اللہ الف بینھم اللہ عزیز حکیم ط۔ سورہ انفال۔

میں نے یہ آئتیں اس لئے نقل کیں کہ ان پر غور کیجئے اور مضامین لکھئے۔ آپ کے مضامین ہمیشہ با اصول ہوتے ہیں آپ کی طبیعت مرکز قرآنی سے نہیں ہٹی۔ آئندہ جو اللہ کی مرضی۔ میں تو صدمات اور امراض اور ناتوانی سے گم صم ہوا جاتا ہوں۔

دعائے خیر کا طالب ہوں۔

اپنی خیریت سے مطلع فرمائے۔

خاکسار۔ اکبر۔

الہ آباد۔ ۱۳ ردسمبر ۱۶ء

مکرمی سلمہ اللہ تعالیٰ۔ میں اب تک عنائت نامے کا جواب نہ لکھ سکا تھا میری حالت ظاہر ہے یہ موسم اور بھی نکما کر دیتا ہے ڈاکٹر اقبال صاحب بلاشبہ نہائت عالی خیال بزرگ ہیں اور اسلامی جماعت کے ترقی خواہ۔ انکی طبیعت نہائت غیور واقع ہوئی ہے۔ خدا مدد کرے۔

حضرت موسیٰ نے قوم کی فریاد سُنکر فرمادیا تھا استعینوا باللہ واصبروا۔ لیکن وہ اور زمانہ تھا۔ اللہ اور صبر یہ دو لفظ اگرچہ تمام ضروری معانی کے جامع ہیں لیکن اس وقت تو مسجد اور سکوت کی طرف جاتے ہیں۔ لہذا تفصیل کے ساتھ قوم کو تعلیم اور عمل اور خیر خواہی گورنمنٹ کی طرف متوجہ کرنا چاہیئے۔

البتہ پرانے خیالات کے لوگوں کے فیلنگس کو حتی الوسع برہم کرنے سے احتراز کرنا دانشمندی ہے۔ نظریہ اسباب ظاہر چند روز میں وہ خود ہی زیب طاق نسیان ہو جائیں گے۔ لیکن ضرورت ہو تو روا ہے۔

میں آنکھوں سے کم کام لے سکتا ہوں۔ آپ نے صحیح خیال فرمایا کہ جناب کے مسودات دیکھنے سے قاصر رہونگا۔ اور آپ توچشم بد دور ذیعلم اور صاف بصیرت ہیں۔ کر اس کی ضرورت بھی نہیں۔ خدا کرے آپ اپنے مقاصد میں کامیاب ہوں اور مسند عزت و اقبال پر متمکن رہیں۔

دعائے خیر کا طالب (اکبر)

الہ آباد۔ $\frac{3}{1}$ ۱۷

مکرمی زاد لطفہٗ۔ آپ نہ صوفی نہ مولوی غالباً اسی سبب سے سب کا ادب۔ سب کی ہمدردی آپ کے دل میں ہے۔ آپ راسخ العقیدہ مسلمان ہیں۔ ذیعلم ہیں دانشمند ہیں اس میں سب کچھ ہے۔

دعا کا طالب

(اکبر حسین)

لکھنو۔ ۲۸ مارچ سنہ ۱۷

حبیبی و کرمی سلمہ اللہ تعالیٰ - آپ کے چند لفظ بحر معنی کی ہزاروں موجوں کا جوش دکھاتے ہیں - یہی کیفیت ہے - اب میں نادرستی مزاج کے سبب علی الاتصال تکلیف اٹھاتا ہوں لیکن فضل خدا کی امید کے ساتھ دائم ہستی دنیا سے رہائی کا خیال مشغولی دل کے لئے کافی ہے -

میں امید کرتا ہوں کہ اس سال کے آخر تک مطلع رد دستن تر ہو جائے اور یوں تو دنیا ہر وقت محل انقلاب ہے -

آپ مجھ کو یاد فرمایا کرتے ہیں - جزاک اللہ کا شکر کرتا ہوں - کہ اس نے اپنے ایک نیک بندے کے دل میں مجھ کو جگہ دے رکھی ہے -

میں بہ مجبوری ایک ضرورت سے یہاں آیا - دو چار دن میں واپس جاؤنگا -

آپ کا خادم دعاگو - اکبر

الہ آباد۔ ۱۳ رمئی سنہ ۱۸ء

مکرمی سلمہ اللہ تعالیٰ۔ معلوم نہیں کس رسالے میں آپ نے کن اشعار کو دیکھا۔ میں تو اب بہت کم رسالوں سے مراسلت کرسکتا ہوں۔ لوگ اِدھر اُدھر سے سن کر یا نقلیں لکھ کر بھیج دیتے ہیں۔ بہرکیف ایک ایسے ذی علم اور اہل دل کی پسندیدگی جیسے کہ آپ ہیں میرے لئے اطمینان خاطر کا باعث ہے۔ تندرست رہئے سلامت رہئے۔ خوش رہئے۔

زمانے کے آشوب نے اور بھی افسردہ کر رکھا ہے۔ اللہ اپنا فضل کرے۔

آپ کا نیازمند۔ اکبر

الہ آباد۔ ۴ رجون سنہ ۱۷ء

مکرمی السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ ممدن میں آپ کا مضمون حیرت کیا اچھا مضمون ہے۔ آپ کے یہ مشاغل نوکری یہ تعلقات دنیا باوجود اس کے یہ مذاق عالی یہ تحریریں ماشاءاللہ۔

چند روز ہوئے میں نے آپکا مضمون اپنے مطلع پر۔

وہ کیا ہے اک جھلک ہے ہم کیا ہیں اک نظر ہیں

دیکھا تھا۔ سرسری نظر سے کچھ دیکھا تھا۔ خوب تھا۔ لوگ آجکل تصوف کے بھی دشمن ہیں۔ آپ نے کہیں تصوف کی تعریف فرمائی ہے۔ کاش تصوف کی تعریف و تشریح ایک رسالے میں منضبط ہو جائے تو خوب ہے۔ حال ہی میں نے ایک شاعرانہ پہلو سے تصوف کی نسبت یہ عرض کیا تھا

تصوف ہی زباں سے دل میں حق کا نام لایا ہے

یہی مسلک ہے جس میں فلسفہ اسلام لایا ہے

احباب نے بہت مدح کی ہے آپ ملاحظہ فرمائیں۔ بنظر اصلاح خدا آپکو ترقیات سے مالا مال فرمائے۔ میں زندہ ہوں۔

اکبر

الہ آباد۔ $\frac{۱}{۸}$ ۱۷

مکرمی خدا آپ کو توش رکھے۔ آپ نے تصوف کے باب میں

نہائت صحیح اور دلکشا خیالات ظاہر فرمائے تھے۔ کاش اس پر کوئی مضمون تحریر فرمائے۔ مجھ کو یاد نہیں کہ آپ کے پچھلے عنائت نامے کا جواب میں نے لکھا تھا یا نہیں۔

ناتندرستی اور ضعف روزافزوں ہے۔ آشوب روزگار اور مقتضائے اقساط اور نگہداشت تعلقات (جن سے میں سخت بیزار ہوں) نے اور بھی افسردہ کر رکھا ہے۔

آپ کی استقامت پر خدا کا شکر کرتا ہوں۔
کہ باوجود خزاں بوئے یاسمن باقیست

دعائے خیر کا امیدوار۔ اکبر

الہ آباد۔ ۱۹ اگست ۱۷ء

مکرمی السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ آپنے نہائت صحیح تحریر فرمایا۔ یہی حال ہے۔

خدا عاقبت بخیر کرے تعلقات دنیا یہیں ختم ہو جائیں گے

من عمل صالحاً فلنفسہٖ ومن اساء فعلیہا لقد جئتمونا فرادیٰ

کما خلقنٰکم اول مرۃ ۔ یہی آیات پیش نظر ہیں ۔ دنیا کے انقلابات کا سلسلہ تو حشر تک لگا ہی رہیگا ۔

امید کہ آپ کے صاحبزادے کی بھی کوئی اچھی صورت پیدا ہو جائے ولائت نہ بھیجنے پر کچھ افسوس نہ کیجیے ۔

ایڈیٹروں کے بیحد اصرار سے سخت مجبور ہو کر کسی کسیکو دو چار شعر بھیجدیتا ہوں ۔ آپ کا بھی یہی حال ہوگا ۔ کہا تو بہت کچھ ہے کہاں تک نقل کروں ۔ بار دل اتر جاتا ہے اور کیا ۔ وسط جولائی سے طبیعت زیادہ علیل ہے ۔ قبض و تبخیر اور شدید درد سر کی شکایت ہے ۔ سقوط اشتہا ہے ۔ میرے دل کو آپ کے خیال سے تسکین ہوتی ہے ۔

مجھ کو یاد آیا ہے کہ آپکا مضمون تصوف چھپا تھا کچھ آپ کو یاد ہے کہ کس پرچے ہیں ۔

ومن یرد اللہ ان یہدیہ یشرح صدرہ للاسلام کے آپ مصداق ہیں ۔

خاکسار اکبر حسین

الہ آباد۔ ۲ر اکتوبر ۱۷ء

مخدومی و مکرمی سلمہ اللہ تعالیٰ۔ خدا جانے کس مدت کا یہ شعر ہے
کاتب نے ظرافت کی حد میں داخل کر دیا۔ اس سے غلط فہمی پیدا
ہوتی ہے۔ یہ یا تو اس مشہور شعر کا اعادہ ہے۔

جو مزا انتظار میں دیکھا،
نہ کبھی وصل یار میں دیکھا

اور یا غالباً اشارہ ان بے لطفیوں کی طرف جو ہندوستانی شوہر
کو انگریزن یعنی فرنگن سے بعد عقد پیش آئیں۔ کورٹ شپ
کے زمانے میں امیدوار صاحب اس کی باتیں سنکر اس کو
اپنے یہاں کی عورتوں پر ترجیح دیتے تھے۔ بعد شادی کے
مصیبت پیش آئی۔ ایک نہیں بیس مثالیں میں نے دیکھیں
اور سنیں۔ شعر میں یہ پہلو صاف ظاہر نہ ہوا۔ کہئے تو خارج
کر دوں۔ کیونکہ پہلے حصے کا پانچواں ایڈیشن چھپ رہا ہے۔
پہلے حصے کی بہت مانگ ہے اور اب کوئی کاپی باقی نہ تھی۔
میرا دل تو کچھ رکتا تھا۔ لیکن چھپوانا ہی پڑا۔ دوسرا حصہ بھی دوسری

مرتبہ چھپا ہے لیکن صرف چند جلدیں باقی رہ گئی ہیں۔ تیسرا
حصہ یعنی اور ۳۰-۴۰ سال کا کلام اگرچہ متفرق طور پر چند اشعار
رسالوں اور اخباروں میں چھپے ہیں۔ لیکن ترتیب کے ساتھ
مدون نہیں ہوا۔ اور اس کا بڑا حصہ پبلک کے سامنے
آیا ہی نہیں۔ شورش جنگ اور ہیجان بدگمانی اور طبیعت کی
افسردگی نے روک رکھا تھا۔ اب اس کی ترتیب شروع کیگئی
ہے۔ آپ نے جن دو شعروں کی داد دی ہے وہ اسی تیسرے
حصے کے متعلق ہیں۔ آپ کی داد میرے لئے غذائے روح
ہے۔ آپ اہل دل ہیں آپکی دعا سے امید مغفرت ہے۔ میری
خوش نصیبی ہے کہ ایسے دل میں اللہ نے جگہ دے رکھی ہے۔

ہم کیوں ہیں مبتلائے بیتابیٔ نظر ہیں — تسکین دل کی یارب وہ صورتیں کدھر ہیں
گردوں نے کر دیا ہے اک انتشار پیدا — جو پاس تھے ہمارے وہ سب اِدھر اُدھر ہیں
ذرے جو گل بنے تھے وہ بنگئے بگولے — جو زینتِ چمن تھے وہ خاکِ رہگذر ہیں

دنیا کی کیا حقیقت اور ہم سے کیا تعلق
وہ کیا ہے اک جھلک ہے ہم کیا ہیں اک نظر ہیں

قبروں میں سو رہے ہیں ٹپکتا نور چشم جن سے
جو راحت نظر تھے داغ دل و جگر ہیں
ہم نے سنا بہت کچھ حال جہان فانی
افسانہ گو غضب ہیں قصے تو مختصر ہیں
پیدا کیئے فلک نے نادیدنی مناظر
نیچی ہیں ان کی نظریں جو صاحب نظر ہیں
غمخانۂ جہاں میں وقعت ہی کیا ہماری
اک نا شنیدہ اُف ہیں اک آہ بے اثر ہیں
تصویر یاس ہیں ہم پوچھو نہ حال دنیا
پہلے خبر تھی سب کی اب سب سے بے خبر ہیں
طرز فنا ہو جو کچھ لیکن نہ ہونگے اک دن
ہیں زندگی ہے جب تک جو کچھ ہیں ہم مگر ہیں
اپنا بھی خاتمہ ہے اے عیش بزم فانی،
لے شمع صبح ہم بھی آمادۂ سفر ہیں
کیا مشرقی کفن بھی وہ ترک کر سکیں گے

اوضاع مغربی میں جو غرق سر بسر ہیں

اکبر کے شعر سنکر کہتے ہیں اہل باطن

اب بھی خدا کے بندے کچھ صاحب اثر ہیں

ان اشعار میں جنکو قایم رکھئے وہ داخل دیوان کئے جائیں۔

موقع نہیں ہے ورنہ کل مسودات پیش نظر کئے جاتے۔

حضرت نظم طباطبائی پروفیسر حیدر آباد کالج پر اسی شعر کا

بڑا اثر ہوا۔ انہوں نے باوجود اس کے کہ مجھ سے مراسلت نہ تھی

ایک خط لکھا اور بہت داد دی نہ جدت مضمون پر بلکہ

جدت طرز بیان پر۔

ص۔ ایک شاعر لکھنو نے اس شعر کی بہت داد دی۔

آپ لکھتے ہیں کہ طوالت خط معاف ہو۔ حالانکہ میرے شعر دل

کے آگے وہ ایک حرف سے بھی کم تھا۔

خاکسار۔ اکبر

الہ آباد۔ ۱۲ر نومبر ۱۹۱۷ء

بحر حقائق و معرفت۔ اللہ آپ کے دل کی موجوں کو رواں رکھے۔ یاد آوری کا ممنون ہوں آپ کے خط سے دل خوش ہو جاتا ہے۔ پہلے خط میں آپ نے اس شعر کی داد دی تھی۔

پیدا کئے فلک نے تا دیدنی مناظر
نیچی ہیں ان کی نظریں جو صاحب نظر ہیں

یہ آپ ہی کا حصہ ہے۔ خدا ہم کو آپ کو سب مسلمان بھائیوں کو استقامت عطا فرمائے۔

ان روزوں عجب انقلاب ہو رہا ہے۔ میں تو زندگی ختم کر چکا ہوں حکم کا منتظر ہوں۔ روحانی ملاقات میری آپ کی ازلی ہے اس کی مرضی ہے تو یہاں بھی کبھی مل لینگے۔ معلوم نہیں میں نے آپ کو کبھی یہ قطعہ سنایا یا نہیں۔ توحید کو ایک عاشقانہ رنگ میں بیان کیا ہے۔

جو پائے راز حسن ازل سے کہے کوئی
سن صوت سرمدی کو کلام مبیں کو دیکھ

ارشاد ہے کہ شرک نہ کر اور نماز پڑھ

معنے یہ ہیں کسیکو نہ دیکھ اور ہمیں کو دیکھ،

خاکسار۔ اکبر

جناب من

اس وقت یہ پرچہ کاغذات میں نظر آگیا۔ شاید یہ اشعار کسی اخبار میں بھیجنے کو لکھے تھے۔ یا آپ کے پاس بھیجنا مقصود تھا۔

بہرکیف آپ کی یاد آگئی خیریت دریافت کرتا ہوں۔ دنیا سے دل اکتا گیا نشاط زندگی کچھ باقی نہیں۔ آپ ایسوں کے تصور سے دل کو کچھ فرحت ہوتی ہے۔

جناب حضرت سلطان احمد صاحب۔ کلام اکبر و اقبال سے پسند جناب علوم سینہ حضرت کے خوشہ چیں ہیں۔ یہ حضور ہی کا دل جسکی یہ زبانیں ہیں۔ آئی فلک کی سخن آفرین زمیں ہیں یہ

نیاز مند۔ اکبر حسین

الہ آباد۔ ۱۹ اپریل ۱۹۱۸ء

میرے مکرم اللہ تعالیٰ آپ کو صحیح وسلامت اور صراط مستقیم پر قائم رکھے۔ اقبال صاحب نے مثنوی رموز بیخودی عنائت فرمائی ہے لیکن میں نے ہنوز نہیں دیکھا نہ اس کی امید ہے نہ دل چاہتا ہے۔ ہیجان غلط سودا نے پریشان کر رکھا ہے مسکنات کا استعمال کر رہا ہوں۔ دل و دماغ پریشان اوقات قابو نہیں رہتا دعائے مغفرت فرمائے گا۔ اب دنیا سے بہت دل برداشتہ ہو گیا ہوں۔ آپ ایسے دوست نہائیت کم ہیں۔

اسرار خودی کی تمہید دیکھ چکا ہوں۔ میرے کلمات کے حصہ اول میں صفحہ ۹ میں ایک شعر آپ ملاحظہ فرمائینگے۔

خودی و بیخودی دونوں ہیں عکس صورت جاناں
اسی کو جلوہ گر پاتے ہیں جس عالم میں جاتے ہیں

یہ شعر ابتدائی زمانے کا ہے۔ لیکن اسرار خودی اور رموز بیخودی دونوں پر حاوی ہے۔ مولانا روم اور مسٹر نٹک کا مرکب بہت قوی جاتا ہے جو کچھ ہو میں نے تو اُسے پڑھا ہی نہیں آپ نے

ماحصل نکالا ہو تو لکھ بھیجیے گا۔ میں تصنیفوں کو نثر میں بہتر خیال
کرتا ہوں۔ ان روزوں ملک میں بڑی چہ میگوئیاں ہو رہی
ہیں۔ گرانی کی بھی بڑی شکائت ہے خدا فضل کرے۔ کبھی
کبھی مراسلت رکھئے میں تو اس وقت آپ کو بمثل سمجھتا ہوں
اللہ آپ کے عرفان اور لطافت قلبی کو زیادہ کرے۔

خاکسار۔ اکبر

الہ آباد۔ ۲۱ر جون ۱۸ء

میرے مکرم جناب مرزا صاحب اللہ آپ کو خوش رکھے
تجرید پر آپ نے خوب لکھا ہے آپ کے دل کا رخ اللہ کی
طرف ہے ہر سلسلہ خیال کا خاتمہ خدا پرستی پر ہوتا ہے۔
سبحان اللہ۔

اس وقت تو تعلیم یافتوں کا رخ صرف دنیا اور پالیٹکس
کی طرف ہے خدا کا ذکر بھی ہے تو مقصود دنیا ہی ہے۔

ماھذہ الحیوٰۃ الدنیا الا لھو ولعب وان الدار الاٰخرۃ

لیفی الحیوان سے بالکل بے پروائی ہے۔

امید ہے کہ آپ خیر و عافیت سے ہوں۔

نزع میں انسان سکھ پائے تو خوب

زندگی مرنے کے کام آئے تو خوب

دعا گوئے شما۔ اکبر

الہ آباد۔ ۲۴ر اگست ۱۸ء

مکرمی دام مجدکم۔ آپ کی تصانیف کا کیا پوچھنا نہائت واضح قرآن کے موافق مذاق اسلامیہ کے مطابق اللہ جزائے خیر دے۔

بعض جگہ الفاظ غلط چھپ گئے ہیں۔ لیکن مصنف کا کیا ہے صفحہ ۱۲ میں لنکو نواشہدار کی جگہ لنکو نو شہیداً لکھا گیا ہے لیکن زبر لگا ہوا ہے۔ صفحہ ۲۵ میں کا نبیاء کی جگہ کا نبیاءٌ لکھ گیا ہے وغیرہ وغیرہ۔

میں آپکی یاد آوری کا شکر گذار ہوں۔ ایڈیٹروں کے

شدید تقاضوں سے مجبور ہو جاتا ہوں ۔ ورنہ اول تو اب کچھ کہنے کو جی نہیں چاہتا ۔ بہت کچھ بک چکا دوسرے اگر کہوں بھی کہ بار دلی اتر جائے تو اشاعت کا شوق نہیں ہے ۔ ناتندرستی اور آلام نے نہائت افسردہ کر دیا ہے اور زمانہ بھی بہت کچھ بدل گیا ہے اور بدلتا جاتا ہے ۔حقیقت شناس اور خیر طلب کا شمار مخالفت ترقی میں شروع ہو گیا ہے ۔ اللہ عاقبت بخیر کرے ۔ آپ کو اس وقت فرد پاتا ہوں اللہ مددگار رہے ۔

(اکبر حسین)

الہ آباد ۔ (لیبا اوقات لکھنے میں دقت ہوتی ہے ۔) ۱۸ اکتوبر ۱۹۱۸

میرے مکرم ۔ اللہ آپ کو دین و دنیا میں کامیاب کرے شکایات لاحقہ کیا کم ہیں ۔جنہوں نے مدت سے بہت معذور کر رکھا ہے ۔لیکن ۵ اکتوبر کو بائیں پسلی کے نیچے سخت درد پیدا ہو گیا ۔ ۳ دن شدید تکلیف اٹھائی ۔ ڈاکٹری مسہل سے فائدہ ہوا ۔ مزاج پرسی کا شکر گذار ہوں ۔ غالباً اب تک جواب نہیں لکھا گیا ۔

آپ کے مضامین میں جن میں سے اکثر پر سرسری نظر پڑ جاتی ہے آپ کی خوبی طبع اور سلامت ایمان کا جلوہ دیکھ کر مسرت ہوتی ہے۔ میں اکثر احباب سے آپ کا ذکر کیا کرتا ہوں کہ انہیں نے اس شعر پر نظر فرما کر داد دی تھی۔

دل میرا جس سے بہلتا کوئی ایسا نہ ملا
بت کے بندے ملے اللہ کا بندہ نہ ملا

میں بہت کم اشعار بھیج سکتا ہوں۔ لوگ پرانے اشعار نقل کرتے ہیں۔ یا کچھ سن جاتے ہیں۔ حصہ سوم کا تقاضا ہے خود تو اب دل نہیں لگتا۔ لیکن پبلک کے اصرار سے خیال ہے کہ اس کی ترتیب ہو جائے۔ خوب تو یہ ہوتا کہ یہ ترتیب تاریخ تصنیف ترتیب ہوتی لیکن رواج حروف ہجا کا ہے۔ بہر کیف بہ شرط توانائی و زندگی یہ کام کرونگا۔ دنیا کی قومی اور پولیٹکل حالت کی نسبت کچھ پیشگوئی نہیں ہو سکتی۔ لیکن اپنی ذات کی نسبت یہ یقین ہے کہ جس قدر تقوے اور طلب مغفرت ہو سکے بہر حال مفید ہے۔ یہ بھی اُس کا کرم ہے اگر کچھ ہو سکے۔

اگر ہوسکا تو کسی دن چند اشعار تو صیف بلا انتخاب نقل
کرکے بھیجدوں گا۔ آپ عیب کو چھپائیں گے ہنر کو دیکھیں گے
یہ اطمینان ہے۔
آپ کا مشتاق دعاگو ترقیخواہ۔ معتقد۔ اکبر

الہ آباد۔ ۱۲ر جولائی ۱۹

مکرمی تسلیم۔ روز بروز ناتواں اور صید امراض ہوتا
جاتا ہوں حصہ سوم ہنوز مرتب نہیں ہوسکا۔ کام نہیں ہوسکتا
دل نہیں لگتا۔

آپ نے میرے اس اشعار پر نظر فرمائی ہے "خلقت کا
تو لنبیا قصہ ہے۔ اس کل میں میرا کیا حصہ ہے"۔ اس امر کے
متعلق چند شعرا اور بیاض میں نظر آئے پیش کرتا ہوں۔

عالم نے یہاں قبول درد کو جانا　　دیکھا دنیا کو نیک و بد کو جانا
عاقل وہ ہے کہ جس نے ہنگام عمل
اپنی قوت کو اپنی حد کو جانا

کہو یہ اکبر سے بیٹھ چپکا حرم کے اندر خدا خدا کر
ہر ایک کا یہ مشن نہیں ہے کہ زیبِ دنیا میں غزنوی ہو

خاکسار ۔ اکبر

الہ آباد ۔ ۵ رنومبر ۱۹

میرے مکرم ۔ اللہ آپ کو خوش رکھے ۔ میں مدت سے علیل وناتوان ہوں ۔ اور اب تو شکایتیں ایسی ہیں کہ سفر دشوار ہے ۔ مشورہ ہے کہ ایک پورا درجہ ریزرو کرا کر دہلی روانہ ہوں ۔ بار تو ہے مگر مجبوری ہے ۔ زندگی اور توانائی سفر باقی رہی تو انشاءاللہ ہفتے عشرے یعنی قبل ۱۵ ر نومبر کے دہلی کا ارادہ ہے حسن نظامی صاحب کے ساتھ درگاہ حضرت سلطان المشائخ پر ٹھہرنے کا قصد کر لیا گیا تھا ۔ لیکن نہیں معلوم بلحاظ حالات موجودہ اور میرے تعلقات کے کیا مناسب معلوم ہو ۔ میرا قیام معلوم بھی ہو جائیگا ۔ خواجہ حسن نظامی صاحب یا صادق الملک بہادر سے

الہ آباد سے بہت دل برداشتہ ہوں ۔ شاید دہلی میں

زیادہ قیام رہے۔

خوشی کی بات ہے کہ آپ نوکری کی پابندی سے رہائی حاصل کرینگے۔

جا ملئے تو مجھ کو مسرت ملازمت حاصل ہوگی۔ بہرحال دعائے خیر کا طالب ہوں۔

جب تک دوسرے مقام کی اطلاع نہ دوں۔ الہ آباد ہی کے پتہ سے سرفراز کرتے رہیئے۔

اکبر حسین

دہلی درگاہ حضرت سلطان المشائخ خواجہ حسن نظامی صاحب

۲۳ر نومبر ۱۹

جناب مکرم۔ میں بہت دشواری سے یہاں ۱۱ر نومبر کو پہنچا
قصہ تو یہ ہے کہ آخر فرودگاہ تک آ گیا ہوں۔ لیکن امراض لاحقہ کے
اشتداد کی حالت میں ممکن ہے کہ فوراً واپس جاؤں بشرط زندگی۔
حسب ارشاد اطلاع دیتا ہوں لیکن کیا ضروری کہ آپ ایک

ہیچمیرز کے لئے اتنی زحمت گوارا فرمائیں میں خود حاضر ہوتا اگر ہو سکتا۔

کم سے کم ۱۸ دسمبر تک بہ شرط امکان قیام چاہتا ہوں۔ مفتی انوار الحق صاحب بھوپال کسی ضرورت سے الہ آباد آئے تھے میں پرتاب گڑھ میں تھا۔ وہ مجھ سے ملنے وہاں تشریف لے گئے۔ پہلے ملاقات نہیں ہوئی تھی۔ میں نے یہ شعر پڑھا

ملنے سے یہ خرابی پیدا ہوئی بالآخر
اب معترض ہے مجھ پر مشتاق تھا جو میرا

فرمایا کہ میں بھی اسی خطرے میں مبتلا ہوں۔

بہر حال آپ کو اس وقت غالباً بہت زحمت ہوگی۔ زندگی باقی ہے تو پھر کبھی وقت معلوم نہیں آپ کب ریٹائر ہونگے۔

نیاز مند۔ اکبر

عالی جناب مدظلۂ ۔ واحدی صاحب اڈیٹر نظام المشائخ
مدت سے تقاضائے مضمون کر رہے ہیں ۔ بلا امتیاز بیاض
سے چند اشعار نقل کر کے بھیجتا ہوں ۔ میں بہت ممنوں ہونگا ۔
بعد ملاحظہ بہت جلد انکی خدمت میں بھیجد یجئے ۔ میں نے آپ
سے بھی وعدہ کیا تھا ۔ لیکن اس وقت زیادہ اشعار نہ لکھ سکا
نہ اس کی نقل لکھ سکا ۔ تکلیف دہی معاف ۔ جو ناپسند ہوں حذف
فرما دیجئے ۔ لیکن مجھ کو ایک بھی پسند نہیں ۔ خیال آیا موزوں
کر لیا پھر عالم خیال بدل گیا ۔ نقل بھیجد یجئے گا لیکن بہت صاف ہو ۔

کس طرح کہنا کہ جو چاہوں وہ ہونا چاہیئے
کچھ سمجھ ہی میں نہ آیا چاہنا کیا چاہیئے

کہہ دیا میں نے کہ ہوں اور یہ نہیں سمجھا کہ کیا
اس خودی کا حشر کیا ہوتا ہے دیکھا چاہیئے

نفس میں الجھا ہے تو اکبر ابھی دل دور ہے
راہ کے یہ خوشنما منظر ہیں منزل دور ہے

حسن کی یہ معذرت ہے موجوں کے ساتھ ہم ہیں
موجیں یہ کہہ رہی ہیں قدرت کے ہاتھ ہم ہیں

دریا رواں ہیں ہر سو چشمے اُبل رہے ہیں
جس راہ لگ گئے ہیں اُس راہ چل رہے ہیں

عاشق کی طبع لاکھوں ہی موجوں میں ہے رواں
الفاظ کر سکیں گے نہ اُس کا محاصرہ،
اے عقل اعتراض سے کچھ فائدہ نہیں۔
کیوں کرنی ہے زباں سے دل کا مقابلہ

کہوں کس کو یہ وقعت میں زیادہ اور یہ کم ہیں
ہر اک ذرے کو دعوے ہے کہ ہم بھی جزو عالم ہیں

ذرے ہیں چند جن کو غفلت ابھارتی ہے
اک خاک عبرت آگیں لیکن پکارتی ہے
اس انجمن میں ہم بھی اک رات جل چکے ہیں۔
تم شمع بن رہے ہو اور ہم پگھل چکے ہیں
جہاں میں عقل کی حسرت نکل نہیں سکتی،
خدائی ذہن کے سانچے میں ڈھل نہیں سکتی

حق سے ہے کم محبت ہے صرف خود فروشی،
عزلت ہی ہے مناسب راضی ہو دل جو تیرا
ملنے سے یہ خرابی پیدا ہوئی بالآخر
اب معترض ہے مجھ پر مشتاق تھا جو میرا

جو پوچھا دل نے اس جینے کا کیا مقصود آخر ہے
شکم بولا کہ اس کی بحث کیا خادم تو حاضر ہے
شکم کی پیٹھ ٹھونکی نفس امارہ نے خوش ہو کر
صدائے باطنی اٹھی کہ یہ کمبخت کافر ہے

کیا اثر اس پہ میرا ہو گا یہی رونا ہے۔
یہ تو ظاہر ہے مرے بعد بھی کچھ ہونا ہے

اکبر

پرتاب گڈھ یوپی بنگلہ سید عشرت حسین صاحب ڈپٹی کلکٹر
جناب مکرم سلمہ اللہ تعالیٰ ۱۹-۱-۲۰
آپکی یاد آوری اور محبت کا کہاں تک شکر ادا کروں۔ اللہ کا فضل واحسان ہے کہ مجھ کو آپ کے دل میں جگہ دیدی ہے۔

اُن خطوں میں کیا ہے آپ نے محبت سے رکھ چھوڑا ہے
خیر میرے بعد وہ ذریعہ یاد دہانی ہونگے۔ اچھا ہے مجھ کو بھیجئے۔
یہ عجیب زمانہ ہے۔ اظہار خیال میں تامل ہوتا ہے۔
اس آخر عمر میں قطع نظر قومی انقلاب کے چند روز کروہات
ایسے درپیش ہیں جن سے پریشانی ہے اللہ اطمینان عطا فرمائے
میں ۲ر جنوری سے یہاں ہوں شاید شروع فروری تک رہوں
عشرت سلمہ دورے پر ہیں اُن کے اہل وعیال یہاں نہیں
افسوس ہے کہ میں اب تک عنایت نامے کا جواب نہ لکھ سکا
تھا۔ اشعار بھیجنے کا وعدہ یاد ہے۔ خدا کرے پورا کرسکوں۔
نوشت وخواند کم کرتا ہوں۔

خاکسار۔ اکبر حسین

الہ آباد۔ ۲۵-۱-۱۹۲۰

قدر افزائے اکبر اللہ خوش اور تندرست رکھے
بخیر کا دورہ ہر روز پہروں پریشان رکھتا ہے جب افاقہ ہوتا ہے

تو کچھ چل پھر لیتا ہوں۔ باتیں کرتا ہوں آرام کا اثر تو تھا ہی۔
زمانہ موجودہ کی حالت نے اور بھی متحیر کر رکھا ہے دنیا سے
بہت دل برداشتہ ہوں اور ہوتا جاتا ہوں۔ حواس سے تو
مجبوری ظاہری ہے لیکن سوسائٹی سے بھی جمعیت خاطر
میں خلل پڑتا ہے ضروری ہو تو خیر۔ میرے لئے تو فضول ہے
لیکن جاؤں کہاں۔ آپ کہاں ملیں۔
اللّٰھم الحقنی بالصّالحین کرتا ہوں۔

اس وقت تو الہ آباد میں ہوں۔ زندہ رہا اللہ نے چاہا تو
شروع فروری میں پرتاب گڑھ اور پھر لکھنو کا قصد ہے۔
الحمدللہ کہ آپ نے ملازمت سے رہائی پائی۔
پتہ بدلئے تو مطلع فرمائیگا۔ اخبار مشرق ۲۲ جنوری میں میرے سفر
دہلی کے کچھ نوٹ ہیں۔ آپ کا ذکر خیر بھی ہے۔ اگر اخبار ملاحظے
سے نہ گذرا ہو تو مشرق گورکھپور سے آپ منگا سکتے ہیں۔

طالب دعا۔ اکبر

مکرمی۔ رسالہ واپس پہونچا۔ آپ کو تلاش مضمون سابق
کچھ ضرور نہیں ہے۔ یہ بحث نہائت فضول اور بے سود ہے میں
یہ دیکھ کر خوش ہوا کہ اسی بات پر آپ کی بھی نگاہ پہونچ گئی جو
میرے خیال میں بھی تھی یعنی ڈارون کا تجربہ ایک جزو فطرت
پر محدود ہے۔ ہم کو اگر ایسے تجربے کا موقع ملے تو کیا معلوم کہ
ہم کن نتایج پر پہونچیں۔ مولوی شبلی صاحب میرے
دوست ہیں اور بالفعل پاؤں کے صدمے کی وجہ سے
تکلیف میں مبتلا ہیں ورنہ ان سے پوچھتا کہ آپ نے اسی
کے ساتھ آیات قرآنی کی بھی تفسیر کیوں نہ لکھدی جو خلق
آدم اور نسل آدم سے متعلق ہے یہ بھی کہتا کہ

تو کار زمین را نکو ساختی   کہ با آسمان نیز پرداختی

خدا کرے بیچارے اچھے ہو جائیں مغتنمات سے ہیں۔ آپ اپنی
خیریت مزاج کبھی کبھی لکھتے رہیئے۔ اللہ تعالیٰ آپکو روز
افزوں روحانی ترقی عطا فرمائے۔

اکبر حسین از الہ آباد عشرت منزل۔

مکرمی سلمہ اللہ تعالیٰ - ایڈیٹر خیال کا خط آیا ہے کہ معترض صاحب معافی مانگتے ہیں غلط فہمی ہوئی خود مضمون کو واپس لینے اور معذرت پر تیار ہیں - بہرکیف کچھ لکھئے تو قاضی جی پر سختی نہ کیجئے پبلک کی تسکین پر نظر رہے -

---

کیا شک ہے آفتاب کے شان وجلال میں
روشن تر اس سے کونسی شے ہے خیال میں
لیکن نہیں وہ کچھ بھی موثر پس از غروب
لازم ہے غور کیجئے اس مسئلہ پہ خوب
ہرچند تم خیال کرو آفتاب کا
گوشہ بھی اٹھ سکے گا نہ شب کی نقاب کا
پوجوگے اس کو تب بھی وہ پھیرا نہ جائیگا
اس کو پکارنے سے اندھیرا نہ جائے گا

حضرت خلیل نے پہلے آفتاب ہی کو رب کہا جب غروب ہوگیا تو لا احب الآفلین فرمایا کیا وہ جانتے تھے کہ آفتاب اپنے خواص

وآثار کے ساتھ کہیں موجود ہے۔ یہ نہائیت گہری تعلیم ہے۔

انسان کا حال بھی میرے نزدیک ہے یہی
تحقیق کی نظر جو کرو ٹھیک ہے یہی

کتنا ہی کوئی صاحب اوج وکمال ہو
کتنا ہی با اثر ہو کہ عالی خیال ہو

جب کر گیا جہاں سے وہ ملکِ عدم کو کوچ
پھر اس سے کچھ مدد کا تصور ہے ہیچ و پوچ

اسمیں بینے قید دنیاوی اور دینی عظمت کی بھی نہیں کی نپولین اور رستم وسکندر کے نام لینے سے بھی کوئی فائدہ نہیں ہے۔

قیوم و حی ذات ہے اللہ کی فقط
زندہ ہمیشہ بات ہے اللہ کی فقط

سن لو کہ اتباع[1] وادب اور چیز ہے
مطلب کی لیکن ان سے طلب[2] اور چیز ہے

[1]۔ اتباع وادب میں سب کچھ آگیا۔ روح سے استمداد کا جب ذوق اور طریقہ مفروضہ معلوم ہو تو استمداد کو کس نے نہ کہا ہے

۵۔ ان سے طلب اور ان کے ذریعے سے طلب میں فرق ہے۔

آزردہ کوئی شیخ ہو یا برہمن خفا
حقانیت یہی ہے یہی ٹھیک فلسفا

الہ آباد۔ مکرمی السلام علیکم ورحمتہ اللہ

قدر افزائی اور یاد آوری کا بہت شکر گذار ہوں خرابی حواس اور ناتندرستی کے سبب سے ہنوز جواب نہیں لکھ سکا۔ انشا اللہ دو ایک دن میں عرض کرونگا۔ میں نے اگرچہ اپنی دانست میں اس غیر ضروری چھیڑ چھاڑ کو پسند نہیں کیا۔ جملہ مباحث طے شدہ ہیں اور یوں تو دنیا ہے۔ مین نے مکرر خواجہ صاحب کو لکھا کہ بالکل خاموش رہیں لیکن ان سے نہ رہا گیا۔ ڈاکٹر طلا نے بھی عرض کیا لیکن غالباً وہ ڈیوٹی سمجھ کر مصروف رہے۔

چو باد صبا بر گلستاں وزد
چمیدن درخت جواں را سزد

دنیا کا رنگ تعلیم کا ڈھنگ روز افزوں کشمکش اختلاف باہمی دیکھکر سُنائے ہیں ہوں ۔ لیکن خدا سے امید بہتری ہے اشعار کی نسبت عرض کرونگا ۔ کاش آپ سے ملاقات ہوتی میں علیل لاہور میں سردی زیادہ ورنہ کیا اچھا ہوتا کہ وہاں کی سوسائٹی سے حظ حاصل کرتا ۔ زبان سے جو کہہ سکتا ہوں قلم سے ادا نہیں کر سکتا ۔ اگرچہ دل کے ہر پہلو پر زبان کو بھی قدرت نہیں ۔ خدا آپ کو خوش رکھے کاموں کا انجام بخیر ہو ۔
ڈاکٹر اقبال صاحب کو تسلیم ۔

حواس مختل سمجھ پریشاں عمل میں سستی قدم میں لغزش
کبھی کوئی شوق رہنما ہے کبھی کوئی پالسی ہے غالب
میرے مشاغل کی کچھ نہ پوچھو کہ میں ہوں دورِ فلک میں اکبر
مرید دیر و مریدِ شیخ و اسیرِ قانون و محوِ مغرب

خاکسار ۔ اکبر ۔

مکرمی۔ بیشک آپ کو زحمت ہو گی۔ یہاں بھی ان روزوں یہی حال ہے۔

پرچہ خیال میرٹھ میں کسی صاحب نے میرے ایک بہت پُرانے قطعہ پر جو شرک صریح کے رد میں لکھا گیا تھا اعتراض کیا ہے کہ میں ارواح سے طلب مدد کا منکر ہوں اور ارواح کی بے ادبی کرتا ہوں۔ معترض صاحب کی نافہمی ہے۔ مطلب کی انسے طلب کو میں نے منع کیا ہے۔ ان کے ذریعے سے طلب مطلب کو (جس کو ایسا ذوق ہو) منع نہیں کیا۔ معترض صاحب نے میرے اس خیال پر کہ آفتاب بعد غروب موثر نہیں رہتا اعتراض کیا ہے۔ انہوں نے حضرت ابراہیم کی لا احب الافلین پر نظر نہیں کی۔ کیا حضرت ابراہیم نہیں جانتے تھے کہ رات کو بھی شمس کہیں ہے اور کچھ کام کر رہا ہے۔ آپ کا دل چاہے تو دو چار سطریں لکھ بھیجئے گا۔ ورنہ کچھ ضرورت نہیں۔ آپ کو یاد ہوگا کہ حضرت عیسے کو ابن اللہ نہ کہا تو لوگوں نے غل مچایا کہ ان کی

توہین کیجاتی ہے - خدا نے فرمایا کہ اس میں کچھ توہین نہیں-
لن یستنکف المسیح :-

آپ سے ملنے کو دل چاہتا ہے - اور یوں تو ملے ہی ہوئے ہیں- اللہ تعالیٰ عاقبت بخیر کرے-

اکبر حسین

الہ آباد-　　　　　۲۶ر مئی سنہ ۲۰ء

میرے مکرم اللہ آپ کو اطمینان اور عزت کے ساتھ رکھے - یاد آوری اور مزاج پرسی کا بدل ممنون ہوا مجھ پر تو بہ سبب اس کے کہ علیل و ناتواں اور تنجیر سوداوی میں مبتلا ہوں حالات زمانہ اور بھی سخت ہیں-

زمانے کا پروگرام تو مدت سے پیش نظر تھا آثار و قرآن و احادیث ہے - لیکن اس کا سامنا جس طریقے سے ہو رہا ہے وہ بہت ہی دل شکنی ہے -

رفتار اور سمت میں موج ہوا کی ہے

اے قصہ گوئے یدر ضرورت جراکی ہے

بہر حال اللہ اللہ کرتا ہوں۔ اللہ عاقبت بخیر کرے۔
اِنَّ الدَّارَ الآخِرَۃَ لَھِیَ الحَیَوَانُ آپ سے مراسلت میں انبساط
طبع ہوتا ہے۔ اَلحَمدُ لِلّٰہ

نیاز مند قدیم۔ اکبر

الہ آباد۔ ۲۰-۶-۲۹

مکرمی۔ جزاک اللہ۔ آپؐ نے خوب مضمون لکھا اور
مناسب موقع پر لکھا۔ اور چشم بد دور بہت آزادی اور
دانشمندی سے لکھا۔ اثر ہو یا نہ ہو۔ آپ خود ایک فرض سے
سبکدوش ہوئے۔

کچھ کاپیاں لکھنو بھیج دیجئے۔ اپنا حال کیا لکھوں ضعف و
امراض روز افزوں۔ ہمنشیں موافق و باخبر میسر نہیں سفر دشوار
بہر حال زندہ ہوں اللہ اللہ کرتا ہوں خدا عاقبت بخیر کرے۔
وَمَا ھٰذِہِ الحَیوٰۃُ الدُّنیا اِلّا لَھوٌ وَّ لَعِبٌ اللہ تعالیٰ فضولی سے

بچائے - اپنی راہ چلائے۔

آپ کا مناد - اکبر۔

الہ آباد ۲۵ اگست سنہ ۲۰

مکرمی دام الطافکم۔ نذیر احمد خان صاحب نے آپ کے مزاج کی ناسازی کی خبر دی تھی۔ بہت تعلق خاطر تھا آپ کے خط سے اطمینان ہوا الحمدللہ۔ تاریخ گو میں کبھی نہیں رہا خود اپنے بھائی اور لڑکے کی تاریخ نہ کہہ سکا۔ تاریخ کیا منحصر ہے۔ جہاں فرمائش ہوئی طبیعت کند ہوگئی۔ تاریخ ہو یا اور کوئی مضمون بس خود جو بات دل میں آگئی اس کا موزون کرنا سہل ہوتا ہے۔ تاریخ میں تو ایک دوسرا بار حساب لگانے اور اعداد کو جوڑنے کا ہے۔ تاریخیں اکثر کہی ہیں لیکن یا بیساختہ یا بہت تصنع کے ساتھ۔ مورخوں کے پاس الفاظ کی فہرستیں رہتی ہیں۔ مجھ کو اس کا شوق نہیں رہا۔

آپ کے خط کو پڑھ کر یہ خیال کیا کہ نصیرالدین صاحب

جنت میں ذکر خدا کر رہے ہیں۔ اس تصوّر کے ساتھ یہ الفاظ موزوں ہوئے۔ نصیر الدین در فردوس ذاکر۔ ۱۹۲۰
مصرعے بھی لگا دئے۔ آپ کی شہادت کافی تھی۔ پھر ظن المومنین خیرا ہی ہے۔

نصیر الدین مردے برگزیدہ | زنعمتہا نصیبے داشت وافر
دلش را دایما میلے سوئے حق | تصوف را رہے پوئش بہ خاطر
بہ ذکر حق بہ جنت گشت مشغول | چو شد او سوئے آں عالم مسافر

شنیدم از ملائک سال فوتش
نصیر الدین در فردوس ذاکر
۱۹۲۰

رسید لکھئے گا۔

عمر دراز اور نادرستی آلام نے دل و دماغ کو قریباً بیکار کر دیا ہے۔ پھر فکر کرونگا۔

اکبر

۲۹ر ستمبر ۱۹۲۰ء

مکرمی السلام علیکم و رحمۃ اللہ۔ آپ نے علوم القرآن میں
بہت محنت کی خدا جزائے خیر دے۔ یہ قابلیت و وسعت
نظر سبحان اللہ۔ افسوس ہے کہ ہم لوگوں کو نہ عبادت و
تقوے کا شوق ہے جس سے روحانی قوت بڑھ کر عالم مادی
پر اثر ڈال سکے نہ علوم طبعی کا شوق ہے کہ ہنرمنداں سے
نظر ملا سکیں۔

معلوم نہیں حضرت اقبال آجکل کہاں اور کس سوچ
میں ہیں۔ میں بالفعل پرتاب گڑھ میں ہوں جہاں میاں
عشرت ہیں۔ آپ کے نیازمند نذیر احمد خان معلوم نہیں
اب کیسے ہیں۔ دو ایک روز میں الہ آباد کا قصد ہے۔
حصہ سوم کے لئے پبلک کا تقاضا ہے۔ زندہ رہا۔ توانائی
پائی تو اس کام کے لئے لکھنؤ کا قصد ہے۔ میرا دل تو نہیں
چاہتا۔ شوق ہی نہ رہا لیکن تعمیل ارشاد احباب ضروری ہے۔

اکبر حسین

الہ آباد۔ ۹ر نومبر ۱۹۲۰ء

مخدومی و مکرمی سلمہ اللہ تعالیٰ۔ اس دریا میں جو فطرت نے آپ کی طبیعت میں بہا رکھا ہے آپ کو بہت چمکتے ہوئے مل جائیں گے۔ اور مل ہی رہے ہونگے۔ میرے حق میں اور سب مسلمانوں کے حق میں دعا فرماتے رہئے کہ عاقبت بخیر ہو۔ نزع سہل ہو عذاب قبر ہول حشر نار جہنم سے بچیں۔

اتفاق سے آج میں نے ایثار حسین کو اول سے آخر تک حرف بحرف پڑھا۔ یہ تو فرمائے کہ ایسی ضروری چیز کی اشاعت کا آپ نے کیا انتظام کیا میں نے کسی اخبار میں ریویو نہیں دیکھا۔ اس کی کاپیاں نامور حضرات شیعہ لکھنو وغیرہ کو بھیج دیجئے۔ نیز اور مقامات امروہہ۔ حیدر آباد۔ کجھوہ ضلع سہارنپور وغیرہ میں ایک کاپی ہمارے سمدھی صاحب کو بھیج دیجئے۔

نواب احمد حسن خان بہادر آف پریاواں ضلع پرتاب گڈھ

او آر آر یو پی۔ عجیب اتفاق ہے کہ میرا ایک شعر جو حصہ سوم کا ایک جزو ہو گا یہ ہے۔

ہر وقت ہے جس پر غم طاری ہر روز جسے عاشورہ ہے
سمجھا ہے وہی معنیٔ عزا ایمان اسی کا پورا ہے

اس کو ایک شیعہ پروفیسر کالج نے بہت پسند کیا تھا۔
کچھ شک نہیں کہ آپ کا مضمون زیادہ وسیع ہے۔
لیکن میں بھی کچھ قریب پہونچا تھا۔
آپ کا مضمون بڑے بڑے پہلو رکھتا ہے۔ علی برادرس کے کیمپ میں بھی مقبولیت کی صدا اٹھ سکتی ہے۔ صوفی بھی نفس کے مقابلے میں مجاہدے کے لئے مدد پاتا ہے۔
نذیر احمد خان صاحب کا خط سرگودہے سے آیا ہے آپکا ذکر خیر ہے۔
واقعات حاضرہ پر مختلف پہلوؤں سے میں نے بہت کچھ کہا لیکن جی نہیں چاہتا کہ شائع کروں۔ دل و دماغ کی اُمنگ جاتی رہی۔ زندگی فروا کی اُمید نہیں علیل رہتا ہوں۔ (اکبر)

الہ آباد۔ ۲۴ جنوری ۲۱ء

کشش عشق میں بارے اثر اتنا تو ہوا
پھر کھڑے ہوتے ہیں منہ پھیر کے چلنے والے

حبیبی و مکرمی سلمہ اللہ تعالیٰ۔ مزے کا شعر زبان قلم پر آ گیا ورنہ آپ تو ہمیشہ محبّت و مہربانی سے یاد فرماتے رہے ہیں آپ علمی اور روحانی خیالات کے بحر ذخار ہیں۔ مضامین و تصانیف کے دریا بہا رہے ہیں۔ میری خوش نصیبی ہے کہ آپ کی موج طبیعت ادھر بھی رخ کرتی ہے میں اس سال اپنی علالت و ناتوانی کو بہت زیادہ پاتا ہوں۔ ضعف مثانہ نے بہت تکلیف دے رکھی ہے۔ شب و روز ایک سلسلہ احتیاج اور تجدید طہارت و غسل اعضا اور تبدیل پارچہ کا ہے۔ اگر زندگی باقی ہے تو شائد موسم سرما کے بعد کچھ افاقہ ہو۔ اس کے ساتھ ہی نشاط زندگی قریباً مفقود ہے۔ زمانے کی حالت آپ دیکھ رہے ہیں۔ اللہ مشکل آسان کرے۔ عاقبت بخیر ہو۔ یہی دعا فرمائیے۔ میں آپ کی یاد آوری کا بہت ممنون ہوں روحانی لذت پاتا ہوں۔

اکبر

بیاض عید
حصّہ اوّل

سابق و حال کے شاعروں کی بہت سی عیدیاں وقتاً فوقتاً دستیاب ہوئی ہیں۔ ان سب کو ایک مجموعہ کی صورت میں چھاپ دیا ہے۔ تاکہ اپنے دوستوں اور عزیزوں کو عید مبارک کے طور پر لکھنے میں آسانی ہو۔ حسب موقع دستی تصاویر بھی شامل ہیں۔ دوبارہ چھپی ہے۔ کتاب قابل دید ہے۔ ضرور ایک دفعہ منگوا کر ملاحظہ فرمائیں :۔

قیمت صرف ۔ ۶؍ حصّہ دوم ۶؍

تمام درخواستیں بنام منیجر مرغوب ایجنسی لاہور چوک متی آنی چاہئیں

مکتوباتِ آزاد

اُردو زبان کے حامی جناب شمس العلماء مولانا آزاد کی تصویر۔ کیا آپ اس قابل نہیں سمجھتے۔ کہ آپکے کتب خانہ کی زینت ہو۔ مولانا آزاد مرحوم کی زیارت بلاشبہ مغتنمات سے ہے۔ کیا آپ کو (۱۰/) میں گراں رہیگی۔ درآں حالیکہ ان کے خطوط کا مختصر مجموعہ بھی ایک خوشنما اور ایک دلآویز سرورق میں محفوظ ہوکر آپکو اس قیمت میں ملے اس علمی تبرک سے خالی نہ رہئے۔ ضرور ملاحظہ فرمائیں قیمت صرف ۱۰/

ملنے کا پتہ:- درخواستیں بنام مینیجر مرغوب ایجنسی لاہور آنی چاہئیں